الفضل

ہفت روزہ — انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :– نصیر احمد قمر

جلد17 | جمعۃ المبارک29/جنوری 2010ء | 13/صفر 1431 ہجری قمری ❁ 29/صلح 1389 ہجری شمسی | شمارہ 05

بہترین امام

حضرت عوف بن مالکؓ بیان کرتے ہیں کہ مَیں نے آنحضرتﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ:-
”تمہارے بہترین امام وہ ہیں جن سے تم محبت کرتے ہو اور وہ تم سے محبت کرتے ہیں۔ تم ان کے لئے دعا کرتے ہو اور وہ تمہارے لئے دعا کرتے ہیں“۔

(صحیح مسلم کتاب الاماره باب خیار الائمۃ حدیث نمبر 3447)

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام﴾

ہمارا ایمان یہ ہے کہ کسی نبی کو بھی مسِّ شیطان نہیں ہوا بلکہ اللہ تعالیٰ کے راستباز اور صادق بندوں میں سے بھی کسی کو مسِّ شیطان نہیں ہوتا۔

ہماری جماعت کو قیل وقال پر محدود نہیں ہونا چاہئے۔ یہ اصل مقصد نہیں۔ تزکیہ نفس اور اصلاح ضروری ہے جس کے لئے اللہ تعالیٰ نے مجھے مامور کیا ہے۔

”مَیں حیران ہوتا ہوں جب دیکھتا ہوں کہ ان لوگوں نے مسیح کو بہت سی خصوصیتیں ایسی دے رکھی ہیں جو اور کسی کو نہیں دی گئیں۔ مثلاً کہتے ہیں کہ مسِّ شیطان سے وہی پاک ہے۔ حالانکہ ہمارا ایمان یہ ہے کہ کسی نبی کو بھی مسِّ شیطان نہیں ہوا بلکہ اللہ تعالیٰ کے راستباز اور صادق بندوں میں سے بھی کسی کو مسِّ شیطان نہیں ہوتا۔ مطلب اس سے اَور تھا اور انہوں نے کچھ اَور سمجھ لیا۔ اگر صاف یہ اعتقاد رکھا جاوے کہ مسیح ہی مسِّ شیطان سے پاک تھے اور کوئی پاک نہ تھا تو یہ تو کلمۂ کفر ہے۔

اصل بات یہ ہے یہود مریم علیہا السلام کو معاذ اللہ زانیہ اور حضرت مسیح کو نعوذ باللہ ولد الزنا کہتے تھے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے آنحضرتﷺ کے ذریعہ ان کے اس الزام سے بریّت کی اور مریم کا نام صدیقہ رکھا اور حضرت مسیح کے لئے کہا کہ وہ مسِّ شیطان سے پاک ہے۔

اولاد دو قسم کی ہوتی ہے۔ ایک وہ جو مسِّ شیطان سے ہو وہ ولد الحرام کہلاتی ہے۔ دوسری وہ جو روح القدس کے مَس سے ہو وہ ولد الحلال ہوتی ہے۔ یہودیوں کا اس پر زور تھا کہ مسیح پر ناجائز پیدائش کا الزام لگاتے تھے اور ان کے ہاں یہ لکھا تھا کہ ولد الحرام سات پُشت تک بھی خدا تعالیٰ کی بادشاہت میں داخل نہیں ہو سکتا۔ چونکہ ان کے اس شبہ اور الزام کا جواب ضروری تھا اس لئے ان کے متعلق یہ کہا گیا۔ اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ معاذ اللہ، معاذ اللہ آنحضرتﷺ مسِّ شیطان سے پاک نہ تھے۔ ایسا اعتقاد کفر صریح ہے۔ کیا کسی نے آنحضرتﷺ اور حضرت آمنہ کی نسبت ایسا الزام لگایا؟ کبھی نہیں۔ آنحضرتﷺ کو ہمیشہ مخالفوں نے امین اور صادق تسلیم کیا۔ برخلاف اس کے مسیح اور ان کی والدہ کی نسبت یہودیوں کے بیہودہ الزام تھے۔ خود عیسائیوں نے انسائیکلو پیڈیا میں مان لیا ہے کہ نعوذ باللہ وہ ولد الحرام تھے۔ پھر ایسی صورت میں کس قدر ضروری تھا کہ اس کا ازالہ ہوتا۔ اب یہ ہمارے مخالف اندھے ہو کر ان کی خصوصیت بتاتے ہیں اور منبروں پر چڑھ کر بیان کرتے ہیں حالانکہ یہ تو حضرت مسیح کا ایک داغ تھا جو آنحضرتﷺ نے دھویا ہے۔ آنحضرتﷺ کے لئے اس کے بیان کرنے کی ضرورت ہی نہ تھی۔ کیونکہ مثلاً اگر ایک شخص کے چہرہ پر سیاہی کا داغ ہو اور اسے صاف کر دیا جاوے تو یہ کیسی حماقت ہے کہ ایک شخص جس کے چہرہ پر وہ داغ ہی نہیں بلکہ خوبصورت اور روشن چہرہ رکھتا ہو اس سے اس سیاہی کے داغ والے کو افضل کہا جاوے۔ صرف اس لئے کہ اس کا داغ صاف ہوا ہے۔

اس قسم کی غلطیوں میں ہمارے مخالف مبتلا ہیں۔ ہم ان پر صبر کرتے اگر آنحضرتﷺ، اسلام اور ملّت پر زد نہ ہوتی۔ آنحضرتﷺ سے تو جب آسمان پر جانے کا معجزہ مانگا جاوے تو انہیں قُلْ سُبْحَانَ رَبِّیْ (بنی اسرائیل:94) کا جواب ملے اور مسیح کے لئے تجویز کر لیا جاوے کہ وہ آسمان پر چڑھ گئے۔ ایسی خصوصیتوں کا نتیجہ یہی ہوتا ہے کہ اسے خدا بنایا جاوے۔ پھر توحید کہاں رہی؟ اِنہوں نے تو ان چالیس کروڑ کی مدد کی جو اسے خدا بنا رہے ہیں۔ افسوس ان لوگوں نے اصل شریعت کو چھوڑ دیا اور عجوبہ پسند ہو گئے۔

میرے متعلق یہ بھی اعتراض کرتے ہیں کہ مسیح نے مُردے زندہ کئے تھے انہوں نے کتنے کئے ہیں؟ مَیں اس کا کیا جواب دوں۔ پہلے تو یہ معلوم کر لیں کہ مسیح نے کتنے مُردے زندہ کئے تھے؟ پھر اس کے سوا آنحضرتﷺ کا زمانہ مجھ سے پہلے ہے۔ مَیں تو آپ ؐکا ایک خادم ہوں۔ آپؐ کے پاس ایک مُردہ کی بابت کہا گیا جس کو سانپ نے کاٹا تھا اور کہا کہ اس کی نئی شادی ہوئی ہے آپ اسے زندہ کر دیں۔ آنحضرتﷺ نے فرمایا کہ اپنے بھائی کو دفن کرو۔

اگر حقیقی مُردے زندہ ہو سکتے تو سب سے پہلے آنحضرتﷺ کو یہ معجزہ دیا جاتا۔ ہاں یہ سچ ہے کہ بعض اوقات سخت امراض میں مبتلا اور ایسی حالت میں کہ اس میں آثار حیات مفقود ہوں اللہ تعالیٰ اپنے ماموروں اور مرسلوں کی دعاؤں کی وجہ سے انہیں شفا دے دیتا ہے۔ اس قسم کا احیاء ہم مانتے ہیں اور یہاں بھی ہوا ہے۔ اور اس کے سوا دوسری حیات روحانی حیات ہے۔ غرض یہ دو قسم کا احیاءِ موتیٰ ہم مانتے ہیں۔ روحانی طور پر مسیح کا اثر بہت کم ہوا۔ کیونکہ یہودیوں نے مانا نہیں اور جنہوں نے مانا اور ان کی تکمیل نہ ہوئی۔ ایک نے لعنت بھیج دی، دوسرے نے پکڑوا دیا اور باقی بھاگ گئے۔ ہاں جسمانی طور پر بعض کے لئے دعائیں کیں اور وہ مریض اچھے ہو گئے، اب بھی ہو رہے ہیں۔

غرض ہماری اصل غرض اور مقصد اور تعلیم وہ ہے جس کا مَیں ذکر کر آیا ہوں۔ یہ امور وفاتِ مسیح وغیرہ ہماری راہ میں آ گئے جو مشرکین کا غلبہ توڑنے کے لئے مصلحتِ الٰہی نے ایسا ہی پسند فرمایا کہ چونکہ موسیٰ علیہ السلام کے آخری سلسلہ میں مسیح آیا تھا ویسے ہی یہاں بھی ضروری تھا کہ مسیح آتا۔ چنانچہ آ گیا۔ بعض یہ بھی کہہ دیتے ہیں کہ آنحضرتﷺ کا نام مثیل موسیٰ تھا اس لئے یہاں بھی مثیل مسیح ہوتا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اگر وہاں موسیٰ ہوتا تو شبہ پڑ جاتا۔ لیکن یہاں الیاس کی نظیر موجود تھی اس لئے یہاں مسیح ہی کہہ دیا“۔

فرمایا: ”ہماری جماعت کو قیل وقال پر محدود نہیں ہونا چاہئے۔ یہ اصل مقصد نہیں۔ تزکیہ نفس اور اصلاح ضروری ہے جس کے لئے اللہ تعالیٰ نے مجھے مامور کیا ہے“۔

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ408 تا 410جدید ایڈیشن)

مسئلہ ختم نبوت کے متعلق چند دلائل

(حضرت مولانا دوست محمد صاحب شاہد (مرحوم) کے تبلیغی واقعات کے حوالہ سے)

ایک بار حضرت مولانا عبدالمالک خان صاحب ناظر اصلاح وارشاد ایک اثنا عشری معزز دوست کو لے کر تشریف لائے جنہوں نے آتے ہی فرمایا کہ آپ لوگ عرب میں بھی اثر ونفوذ کے دعاوی کرنے کے خوگر ہیں لیکن آپ پر تو کعبہ کے دروازے بند کردئے گئے ہیں۔ بے ساختہ میری زبان سے نکلا قبلہ یہ اعتراض کی بات نہیں۔ حضرت مسیح موعودؑ اور جماعت احمدیہ کی صداقت کا چمکتا ہوا نشان ہے۔ چنانچہ مَیں نے تفسیر الصافی سورۃ القیامۃ کی آیت نمبر 10 کی یہ حقیقت افروز تفسیر انہیں پڑھ کر سنائی۔

”جمع الشمس والقمر فی الغیبة عن القائم علیہ السلام انه سئل متی یکون هذا الامر اذا حیل بینکم و بین سبیل الکعبة اجتمع الشمس و القمر واستدار بهما الکواکب والنجوم۔“

(کتاب الصافی فی تفسیر القرآن ۔المولفه الفض الکاشانی من منشورات المکتبة الاسلامیه طهران ۔المجلد الثانی صفحه 765 چاپ چهارم)

ترجمہ: کتاب الغیبۃ میں لکھا ہے کہ سورج اور چاند جمع کئے جائیں گے۔ امام قائم علیہ السلام سے پوچھا گیا تھا کہ یہ معاملہ کب ہوگا؟ تو آپ نے فرمایا کہ جب تمہارے اور کعبہ کے راستے کے درمیان رکاوٹ ڈال دی جائے گی یعنی تمہیں کعبہ جانے سے روک دیا جائے گا۔ سورج اور چاند اکٹھے ہو جائیں گے۔ ستارے اور کوکب سب ان دونوں کے اردگرد پھرنے لگیں گے۔

یہ پیشگوئی پڑھتے ہی وہ صاحب یکا یک اٹھ کھڑے ہوئے اور مولانا عبدالمالک خان صاحب کو ساتھ لے کر لائبریری سے بھی باہر چل دیئے۔ بعد میں مولانا نے بتایا کہ یہ صاحب اس بات پر سخت حیران تھے کہ انہیں میرے شیعہ ہونے کا علم کیسے ہوگیا؟

معراج محمد مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) جسمانی تھا یا روحانی

1990ء میں اور مَیں اور میرے آٹھ مخلص ساتھی ”تلونڈی موسیٰ خان“ کے کیس میں ماخوذ تھے۔ محترم خواجہ سرفراز احمد صاحب ایڈووکیٹ جیسے عاشق احمدیت ہمارے وکیل تھے۔ ہم لوگ گوجرانوالہ کی سیشن کورٹ میں پیشی کے انتظار میں بیٹھے تھے کہ شہر کے عربی مدارس کے کئی طلبہ اور بعض دیگر شرفا بھی ہمارے پاس آکر بیٹھ گئے۔ ایک صاحب نے سوال کیا کہ معراج جسمانی تھا کہ روحانی؟

پہلے تو مَیں نے انہیں آنحضرتؐ کی یہ حدیث سنائی کہ سوال علمی خزانہ کی چابی ہے۔ (درمنثور للسیوطی جلد 2 صفحہ 69)۔ پھر ان کا شکریہ ادا کرکے یہ جواب دیا کہ معراج جسمانی تھا مگر نورانی جسم کے ساتھ۔ اگر مادی صورت میں ہوتا تو اس وقت اتنی بڑی مسجد اقصیٰ کا ہونا ضروری ہے جس میں ایک لاکھ چوبیس ہزار نبیوں نے آنحضرتؐ کی امامت وسیادت میں نماز پڑھی۔ لیکن تاریخ اسلام سے ثابت ہے کہ موجودہ مسجد اقصیٰ ولید بن عبدالمالک نے تعمیر کرائی۔ ایک حدیث میں یہ بھی لکھا ہے کہ شب معراج میں حضور اقدس کو عرش پر قیامت تک ہونے والی پوری امت کا نظارہ دکھایا گیا جو آفاق پر محیط تھی۔

پس جو شخص معراج کو مادی قرار دیتا ہے اسے یہ بھی ماننا پڑے گا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تو بعد میں عرش پر تشریف لے گئے لیکن پوری امت آپ سے پہلے ہی آسمان پر موجود تھی۔ اس سوال نے گویا مجلس پر ایک لرزہ طاری کردیا۔ پھر کسی کو کچھ کہنے کی جرأت نہ ہوسکی۔ مَیں نے اس موقع پر یہ بھی بتایا کہ معراج دراصل آنحضرتؐ کے مقام ختم نبوت کی عملی تفسیر ہے۔ جس میں آپ کو کشفی طور پر مشاہدہ کروایا گیا کہ آپ جملہ نبیوں کے امام ہیں اور جہاں دوسرے نبیوں کے مقامات ختم ہوتے ہیں وہاں سے آپ کا مقام شروع ہوتا ہے۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِ محمدٍؐ۔

آنحضرتؐ نوری بشر تھے

1963ء میں راقم الحروف ”تاریخ احمدیت“ عہد خلافت اولیٰ کی معلومات کی تلاش میں بذریعہ ریل بھیرہ گیا۔ میرے کمرہ میں بریلوی اور دیوبندی علماء میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نور اور بشر ہونے کی بحث چھڑ گئی۔ قریب تھا کہ نوبت ہاتھا پائی تک پہنچتی۔ ایک نوجوان نے میری طرف مخاطب ہو کر کہا یہ صاحب بھی عالم دین معلوم ہوتے ہیں ان کی رائے بھی معلوم کرلی جائے۔ اس معقول تجویز پر یکا یک فضا بدل گئی اور تمام لوگ میری طرف متوجہ ہو گئے۔ مَیں نے اپنا نقطہ نگاہ یہ پیش کیا کہ ہمارے آقا محمد مصطفیٰ خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نوری بشر تھے۔ اس لئے کہ نور تو جبریل بھی تھے مگر معراج رسالت میں نور محمدی نور جبریل سے آگے بڑھ کر عرش عظیم تک پہنچ گیا۔ وجہ یہ ہے کہ نور محمدی نور بشریت کے جلوہ سے بھی منور تھا۔ مَیں نے دونوں مکتبہ فکر کے علماء کرام سے دردمندانہ اپیل کی کہ قرآن مجید نے آنحضرتؐ کو صرف نور نہیں سراج منیر قرار دیا ہے یعنی نور پھیلانے والا سورج۔ چنانچہ آنحضورؐ کی قوت قدسیہ نے تمام صحابہؓ، خلفاءؓ اور اولیائے امت کو نور بنادیا۔ اسی طرح سرکار مدینہ کو ”یٰسٓ“ (یعنی سیدالبشر) کے خطاب سے یاد فرمائیں۔ اس طرح امت مرحومہ انتشار سے بچ جائے گی اور سب غیر مسلموں کو مسلمان بنانے میں سرگرم عمل ہو جائیں گے۔ میرے خیالات کا سبھی پر گہرا اثر ہوا۔ بعدازاں مَیں نے بتایا کہ یہ عاجز جماعت احمدیہ سے وابستہ ہے۔ اس وقت مَیں نے آنکھوں سے اندازہ لگایا کہ ان کے دل میرے لئے جذبات تشکر سے لبریز ہیں۔ فالحمدللہ۔

محمدؐ بن عبدالوہاب اور عقیدہ ختم نبوت

7 رستمبر کے بدنام زمانہ فیصلہ کے چند ماہ بعد جدہ سے ایک عرب بزرگ سیالکوٹ کے ایک احمدی دوست کے ہمراہ دفتر شعبہ تاریخ تشریف لائے۔ فرمانے لگے مختصر وقت میں مجھے صرف یہ معلوم کرنا ہے کہ اسمبلی نے آپ لوگوں کے متعلق کیا فیصلہ کیا ہے؟ مَیں نے ازخود جواب دینے کی بجائے سعودی عرب کے مسلّمہ مجدد حضرت محمد بن عبدالوہاب (المتوفی 1206ھ مطابق 1792ء) کی ”مختصر سیرت الرسول“ مطبوعہ بیروت کا صفحہ 172-173 ان کے سامنے رکھا جس میں لکھا تھا کہ امیر المومنین ابوبکر صدیق اور تمام اُمّتِ مسلمہ جن مرتدوں کے خلاف سربکف ہوئی ان کا عقیدہ تھا ”انقَضَتِ النُّبُوَّۃ فَلَا نُطِیْعُ اَحَدًا بَعْدَہٗ“ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا غیر مشروط اور قطعی طور پر خاتمہ ہوگیا ہے۔ اس لئے آپ کے بعد ہم کسی اور کی اطاعت ہرگز نہیں کریں گے اور بالکل نہیں کریں گے۔

مَیں نے دیارِ حرم کے اس معزز مہمان سے پوچھا کہ عہد صدیقی کے ان مرتدوں اور اسمبلی کی موجودہ قرارداد میں آپ کیا فرق محسوس کرتے ہیں۔ وہ پکار اٹھا ”واللّٰہ لا فرق بینهما الا ان عقیدة المرتدین طبعت فی اللسان العربیة ونص البارلیمان فی الاردیة“۔ یعنی خدا کی قسم دونوں میں صرف یہ فرق ہے کہ مرتدوں کا عقیدہ عربی زبان میں ہے اور پاکستان پارلیمنٹ کی قرارداد اُردو میں ہے۔

اس کے بعد مَیں نے کتاب کے صفحات 197,196,13.12 بھی انہیں دکھائے جن میں حضرت علامہ محمد بن عبدالوہاب نے لکھا ہے کہ آج اصل اور بنیادی مسئلہ یہ ہے کہ فیصلہ رُسول کے مطابق تہتّر فرقوں میں سے صرف ایک کو ناجی کہا جائے۔ جو شخص اس کی معرفت رکھتا ہے وہی فقیہ ہے اور جو اس پر عمل پیرا ہے وہی مسلمان ہے۔ نیز یہ کہ صحابی رسول حضرت جارود بن معلّٰی نے آنحضرتؐ کے وصال پر مرتد ہونے والے قبیلہ عبدالقیس میں یہ باطل شکن بیان دیا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسی طرح وفات پاگئے ہیں جس طرح حضرت موسیٰ اور عیسیٰ علیہم السلام۔ یہ سنتے ہی پورا قبیلہ ازسرنو حلقہ بگوش اسلام ہوگیا۔

ممتاز صوفی حضرت شیخ محمد الحکیم الترمذی کا عقیدہ بابت ختم نبوت

2002ء میں یورپ کے سفروں کے دوران یہ خاکسار فرانس بھی پہنچا۔ اثنائے قیام مَیں نے پیرس مسجد کے قریب ایک لبنانی کتب خانہ سے عربی لٹریچر خریدا جس میں ایک ہزار برس قبل کے شہرہ آفاق صوفی اور عارف باللہ حضرت شیخ محمد الحکیم الترمذی کی ”کتاب ختم الاولیاء“ بھی تھی۔ اس کتاب کی مجھے مدت سے تلاش تھی۔ امارات متحدہ کے کتب خانوں سے بھی دستیاب نہ ہوسکی تھی۔ مَیں نے صاحب مکتبہ کا ازحد شکریہ ادا کرکے اس کا ہدیہ پیش کیا اور پھر معاً بعد کتاب کا صفحہ 341 ملاحظہ کرنے کی درخواست کی جس میں لکھا تھا کہ وہ شخص جو خاتم النبیین کے معنی آخری نبی کرتا ہے وہ اندھا ہے۔ اس میں بھلا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کیا منقبت (خوبی) ہے۔ یہ تاویلیں تو پاگلوں اور جاہلوں کی تاویل ہے۔ علم نواز لبنانی بزرگ یہ عبارت پڑھ کر دنگ رہ گئے۔ مَیں نے ان سے یہ کہہ کر اجازت مانگی کہ ”السیدی بعینہٖ یہی عقیدہ جماعت احمدیہ کا ہے“۔

جنوبی ہند کے شہر کوئمبٹور کے مناظرہ کا ایک دلچسپ واقعہ

اواخر 1994ء میں جنوبی ہند کے شہر کوئمبٹور (تامل ناڈو) میں تین اختلافی مباحث پر نہایت پُرامن مباحثہ ہوا۔ امام عالی مقام سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے حافظ مظفر احمد صاحب اور خاکسار کو احمدی مناظرین کی معاونت کے لئے بذریعہ ہوائی جہاز بھجوایا۔ ختم نبوت کے موضوع پر اہل حدیث مناظر مولوی زین العابدین صاحب (نمائندہ جمعیۃ اہل القرآن والحدیث) نے پورے زور سے یہ نظریہ بار بار پیش کیا کہ قرآن مجید کی رو سے ہر رسول کی اُمّت ہے۔ لکل امۃ رسول (یونس) لہذا اگر مرزا صاحب نبی ہیں تو اُن کی اُمّت مسلمانوں سے الگ اور نئی اُمّت ہے۔ دوران مباحثہ اللہ جلشانہ نے حضرت امام ہمام خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی زبردست روحانی توجہ کی برکت سے میری توجہ اس طرف منعطف کرائی کہ حدیث نبوی کے انڈیکس سے معلوم کیا جائے کہ نبی کتنے ہوئے اور اُمّتیں کتنی گزریں خدا کی اعجازی نصرت دیکھئے چند منٹوں کی ورق گردانی سے مسند احمد بن حنبل جلد 5 ہی سے اسی مضمون کی دو حدیثیں مل گئیں۔ (صفحہ 115 اور 455) جن میں فرمان نبوی درج تھا۔ اُمّت مسلمہ سے قبل انہتر اُمّتیں ہوئیں اور نبیوں کی تعداد ایک لاکھ چوبیس ہزار تھی۔ بوقت شب حسب دستور مناظر جماعت مولانا محمد عمر صاحب فاضل مبلغ کیرالہ (حال ناظر اصلاح وارشاد قادیان)، جناب حافظ مظفر احمد صاحب اور یہ عاجز بغرض مشورہ بیٹھے تو مَیں نے مولانا محمد عمر صاحب سے عرض کیا کہ کل ”ختم نبوت“ پر بحث کا آخری دن ہے۔ آپ آخری تقریر میں پورے جلال وتمکنت کے ساتھ سامعین کو بتائیں کہ ہم نے قرآنی دلائل سے فیضان کا جاری ہونا ثابت کردیا ہے مگر افسوس جناب مولانا زین العابدین صاحب قرآن مجید کے فیصلہ کو تسلیم کرنے کی بجائے ہم سے نہیں سید المرسلین خاتم المرسلین کے خلاف جنگ کرتے رہے کیونکہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث سے ثابت ہے کہ امتیں صرف 69 آئیں مگر نبی ایک لاکھ چوبیس ہزار کی تعداد میں مبعوث ہوئے۔ مگر ہر عاشق رسول کا دل یہ دیکھ کر پاش پاش ہوجاتا ہے کہ فاضل مناظر نے دربار خاتم النبیین کا فیصلہ نہایت بے دردی سے چاک چاک کرڈالا۔ اور سارا وقت اپنا خودساختہ نظریہ اور ڈھکوسلا پیش کرنے میں ضائع کردیا۔

چنانچہ اگلے روز مکرم مولانا محمد عمر صاحب فاضل نے جونہی اپنی تقریر میں یہ اثر انگیز اور انقلابی نکتہ پیش فرمایا، مولوی زین العابدین صاحب اور ان کے مددگار علماء (جو شروع دن سے ہمیں مرعوب کرنے کے لئے سینکڑوں کتابیں میزوں پر سجائے اور بازار لگائے بیٹھے تھے) یکا یک کھڑے ہوگئے اور احمدی مناظر سے اصل احادیث دکھلانے کا مطالبہ کیا جو بفضلہٖ تعالیٰ اسی وقت پورا کردیا گیا۔ مگر روایت دیکھنے کے باوجود ان حضرات نے اپنا ہنگامہ جاری رکھا اور دہشت زدہ ہوکر یہ دعویٰ کیا کہ یہ علم اسماء الرجال کے مطابق ان حدیثوں کا فلاں راوی ضعیف ہے۔ مکرم حافظ مظفر احمد صاحب نے فوراً باآواز بلند یہ پُرشوکت جواب دیا کہ آپ حضرات جس راوی پر جرح وتنقید فرمارہے ہیں وہ ان احادیث کی اسناد میں سرے سے موجود ہی نہیں۔ یہ سن کر فریق ثانی کے علمائے کرام پر تو ایک بجلی سی گر پڑی اور وہ آپس میں ہی الجھ پڑے اور اپنے نمائندہ مناظر پر خفگی کا اظہار کیا۔ یہاں تک کہہ ڈالا کہ ایسے بے بنیاد سوال کرنے کی بھلا ضرورت ہی کیا تھی۔ یہ تاریخی دن ہمارے لئے یوم الفرقان سے کم نہ تھا جسے ویڈیو کیمرہ کی آنکھ نے بھی ہمیشہ کے لئے محفوظ کردیا۔

مَصَالِحُ الْعَرَب

(عربوں میں تبلیغ احمدیت کے لئے

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے مسیح موعودؑ کی بشارات،

گرانقدر مساعی اوران کے شیریں ثمرات کا ایمان افروز تذکرہ)

(محمد طاہر ندیم۔عربک ڈیسک یوکے)

قسط نمبر78

80 کی دہائی میں بیعت کرنے والے بعض مخلص عرب (3)

محمد منیرادلبی صاحب

مکرم محمد منیر ادلبی صاحب کا تعلق شام سے ہے۔آپ اپنے بزنس کے علاوہ انگریزی کی ٹیوشن پڑھایا کرتے تھے۔احمدیت میں داخل ہونے کے بعد زیادہ تر رجحان تصنیف وتالیف اورترجمہ کتب کی طرف ہوگیا۔آپ نے بعض اہم موضوعات پرعربی میں کتب تالیف کیں۔ان میں ’’قتل المرتد‘‘، ’’انتبھوا، الدجال یجتاح العالم‘‘، ’’النبأ العظیم‘‘، ’’الجن‘‘ وغیرہ شامل ہیں۔اسی طرح حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی کتاب Christianity a Journey from Facts to Fiction اورحضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی کتاب ’’شرائط بیعت اور ہماری ذمہ داریاں‘‘ کا عربی میں ترجمہ کرنے کی سعادت بھی آپ کے حصہ میں آئی۔

ان کے قبول احمدیت اوردیگر ایمان افروز واقعات انہی کی زبانی ذیل میں درج کئے جاتے ہیں۔

قبول احمدیت کا واقعہ

1982ء کی بات ہے کہ میرے ملاقات برادرم وسیم الجابی سے ہوئی جو میرے والدین کی ہمسائیگی میں رہتے تھے اور میرے بھائی کے کلاس فیلو تھے۔برادرم وسیم صاحب نے ایک دن مجھ سے کہا کہ میرے پاس ’’اسلامی اصول کی فلاسفی‘‘ کے نام سے ایک ایسی کتاب ہے جس میں اسلامی تعلیمات کا بالکل منفرد اورنہایت حسین انداز میں نقشہ کھینچا گیا ہے۔اس کتاب کو پڑھنے کے بعد میری توجہ جماعتی تعلیمات اورافکار اور موضوعات کی طرف ہوئی اورمزید جاننے کی جستجو میں برادرم وسیم نے مجھے اپنے والد صاحب سے بھی ملایا جنہوں نے کئی مفاہیم کی تشریح کی جن میں ایک دجّال کا موضوع بھی تھا۔پھرانہوں نے مجھے بتایا کہ یہ سب مفاہیم وتعلیمات حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کی ہیں۔پھرانہوں نے مجھے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صدق کے دلائل سے آگاہ کیا۔اس ساری تحقیق کے بعد جب میرا تعارف مکرم منیرالحصنی صاحب سے کروایا گیا تو مَیں نے ان کی خدمت میں اپنی بیعت کے کاغذات پیش کردیئے۔

اپنی بیعت کے بعدمَیں نے اپنے والدین اور بہن بھائیوں کواحمدیت کی طرف بلایا اورخدا کے فضل سے سب نے تصدیق کرتے ہوئے بیعت کرلی۔اسی طرح بعض دوستوں اورجاننے والوں کوبھی تبلیغ کی جن میں سے کئی احباب حلقہ بگوش احمدیت ہوگئے۔

خلافت کے ساتھ رابطہ کا پہلا تجربہ

جس عرصہ میں مَیں نے بیعت کی اس وقت جماعت احمدیہ شام میں کچھ داخلی اختلافات چل رہے تھے اورایک نئے احمدی کی حیثیت سے ان امور کا میری طبیعت پر بہت گہرا اثر ہوا۔لہذامَیں نے جو کچھ دیکھا اپنے نقطۂ نظر سے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی خدمت میں تحریر کردیا۔یہ خلیفہ وقت کی خدمت میں میرا پہلا خط تھا۔میرا مقصد صرف اتنا تھا کہ حضورانور کوحقیقتِ حال سے آگاہ کردیا جائے۔لیکن کچھ دنوں کے وہ ہوا جس کا مجھے وہم وگمان تک نہ تھا۔مجھے حضور انور کی طرف سے جوابی خط موصول ہوا جس میں لکھا ہوا تھا کہ مَیں مصطفیٰ ثابت صاحب کوحالات کا جائزہ لینے اورمختلف مسائل کے حل کے لئے بھجوا رہا ہوں۔یہ پہلا تأثر تھا جوخلافت کے متعلق میرے دل ودماغ میں راسخ ہوگیا کہ جماعت کا فردخواہ کسی بھی درجہ کا ہو وہ جب بھی خلیفۂ وقت کی خدمت میں لکھتا ہے توخلیفۂ وقت نہ صرف اس کی رائے کو پڑھتے ہیں بلکہ اس کی حوصلہ افزائی بھی فرماتے ہیں اوراگر وہ رائے درست ہوتو اس کے مطابق فوری طور پراصلاحی کارروائی کرنے کا حکم صادر فرماتے ہیں۔یہی صحیح اسلامی نظام کا خاصہ ہے۔

خلیفۂ وقت سے پہلی ملاقات

1986ء میں مَیں نے حضورانور سے لندن حاضر ہوکر ملاقات کا شرف پانے کی درخواست کی توحضور انور نے کمال شفقت سے اجازت مرحمت فرمادی۔چنانچہ مَیں لندن پہنچا جہاں سے مجھے اسلام آباد لے جایا گیا کیونکہ حضورؒ ان دنوں اسلام آباد میں ہی مقیم تھے۔ اسلام آباد میں پرائیویٹ سیکرٹری صاحب کے آفس جاکر معلوم ہوا کہ حضور انور بس چندلمحات میں تشریف لانے ہی والے ہیں۔وہ ابھی یہ بات کرہی رہے تھے کہ حضورانور اپنے مسکراتے ہوئے نورانی چہرے کےساتھ کمرہ میں داخل ہوئے اور مجھے معانقہ کا شرف عطا فرمایا۔مجھے اس دن حقیقی محبت کی مٹھاس کا ادراک ہوا۔حضورانور نے ایسے لطف وکرم اورشفقت ومحبت سے مجھے گلے لگایا کہ مجھے محسوس ہوا جیسے مَیں حضورانور کا کوئی پرانا دوست یا سگا بھائی یا عزیز ترین بیٹا ہوں۔اس پر حضور انور کے پیار بھرے کلمات کی مٹھاس اورشفقت کی گرمائش ناقابل بیان حدتک مسحور کن تھی۔

مَن آدمی بہ لطفِ تُو ہرگز نہ دیدہ ام

اگلے دن حضورانور کے آفس میں میری ملاقات تھی۔مجھے یاد ہے کہ اس ملاقات میں حضورانور نے پہلاسوال مجھ سے یہ کیا کہ کیا آپ نے کھانا کھالیاہے؟ پھرفرمایا قرآن کریم میں خدا تعالیٰ نے ہمیں یہی تعلیم دی ہےاورحضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے مہمانوں کے ساتھ یہی سلوک کیا کہ فَمَا لَبِثَ اَنْ جَآءَ بِعِجْلٍ حَنِيْذٍ (ھود:70) یعنی مہمان سےسلام دعا کے بعد دیگر باتوں سے قبل مہمان نوازی کا فرض ادا کیا۔

اس کے بعد فرمایا:مَیں نے پرائیویٹ سیکرٹری کو کہہ دیا ہے کہ جب تک آپ یہاں ہیں روزانہ آپ کی ملاقات ہوتی رہے۔چنانچہ مسلسل ایک ماہ تک ہر روزتقریباً ایک گھنٹہ تک مَیں حضورانور کے ساتھ ملنے اورباتیں کرنے کی سعادت پاتا رہا جوکہ حضورانور کی غیرمعمولی شفقت اورلطف وکرم پردلالت کرتا ہے۔یہ صورتحال دیکھ کرمجھے وہاں پرموجودلوگوں نے ’’خوش نصیب شخص‘‘ کےنام سے پکارنا شروع کردیا تھا۔

دارالضیافت میں قیام کے دوران تقریباً ہرروز ہی ایسا ہوتا کہ کوئی شخص آکرمیرا دروازہ کھٹکھٹاتا جس کے ہاتھ میں حضورانور کی طرف سے میرے لئے کوئی نہ کوئی تحفہ ہوتا تھا۔

حضورانور نے کئی دفعہ غیرملکی مہمانوں کے ساتھ مجھے بھی ڈنرپرمدعوفرمایا۔اکثراوقات حضور مجھے کھانوں کے بارہ میں بتاتے کہ اس کھانے میں فلاں فلاں چیز پڑتی ہے اوراس میں یہ یہ خاصیت پائی جاتی ہے، وغیرہ۔پھرحضور اپنے دست مبارک سے ایک پلیٹ میں کچھ کھانا ڈال کرمجھے عطافرمادیتے۔

ایک دفعہ حضورانور کے دفتر میں ملاقات کے دوران حضورنے پوچھا: منیر صاحب آپ کا کیا حال ہے؟ کوئی تکلیف تونہیں؟ مَیں نے عرض کیا :نہیں حضور، الحمدللہ، سب ٹھیک ہے، بس کبھی کبھی دردشقیقہ ہوتی ہے اورکمر درد کی شکایت رہتی ہے۔اس پر حضورانور بےساختہ ہنس دیئےاورمیری بات دہراتے ہوئے فرمانے لگے:صرف یہی معمولی تکلیف ہے باقی سب ٹھیک ہے! پھرآپ نے اپنی میزکی دراز سے کچھ میٹھی گولیاں (ہومیوپیتھی دوائی) نکال کے مجھے عنائت فرمائیں اورفرمایا ان کوابھی کھالو۔چنانچہ مَیں نے ایسا ہی کیا۔مَیں خدا کی قسم کھا کرکہتا ہوں اس دن کے بعد سے مجھے وہ شدید دردشقیقہ کبھی نہیں ہوئی جوکہ اس سے قبل آئے دن مجھے پریشان کرتی رہتی تھی۔اورمیری کمر درد کے علاج کے لئے حضورانورنے پرائیویٹ سیکرٹری کوارشادفرمایا کہ وہ کسی احمدی سپیشلسٹ سے معائنہ کروانے کا بندوبست کریں، چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

مجلس شوریٰ ہوئی توحضورانورنے مجھے بلاکراپنے پاس بٹھالیااورمختلف کمیٹیوں کےممبران کےانتخاب کے سلسلہ میں مجھےان کے نام لکھنے کاارشادفرمایا۔

پھرسب سے بڑااحسان مجھ ناچیز پر یہ فرمایا کہ پروگرام لقاءمع العرب میں مجھے اپنے کلمات مبارکہ کی ترجمانی کی سعادت سے فیضیاب فرمایا۔

تصنیف وتالیف کی طرف رجحان

80ء کی دہائی کے آخر پر جب جماعت احمدیہ شام کوایک دفعہ پھرحکومتی پابندیوں کا سامنا کرنا پڑاتو حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے فرمایا اب جماعت احمدیہ شام کے وہ افراد جن میں لکھنے کی صلاحیت ہے وہ کتابیں لکھنے کی طرف توجہ دیں اور جماعتی عقائداورمفاہیم کواس طرح پھیلانے کی کوشش کریں۔حضورانور کے ارشاد کی تعمیل میں دوشخصیات نمایاں طورپرشام میں ملکی سطح پرابھرکرسامنےآئیں ان میں سے ایک مکرم محمد منیرادلبی صاحب اوردوسرے مکرم نذیرالمرادنی صاحب تھے۔دونوں دوستوں نے مختلف موضوعات پرکم وبیش پانچ پانچ کتب تالیف کیں اور یہ عجیب بات ہوئی کہ ان کے شائع کرنے کی وہاں اجازت بھی مل گئی۔یہ بات کسی غیرمعمولی واقعہ سے کم نہیں، کیونکہ شام میں ہردینی کتاب کے چھپوانے کے لئے وزارت اوقاف سے اجازت لینی پڑتی ہےاوروزارت اوقاف میں بڑے بڑے علماءاورمولوی ہی ان سب امورکی نگرانی کرتے ہیں۔لیکن یہ محض خدا کا خاص فضل ہے کہ ان کتب کے بعد شام میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی معرکۃ الآراءتالیف ’’اسلامی اصول کی فلاسفی‘‘ کاترجمہ بھی شائع کرنے کی اجازت مل گئی اوریہ کام کرنے کی سعادت بھی مکرم منیرادلبی صاحب کے حصے میں آئی۔

قتل مرتد کے موضوع پرٹی وی پرمذاکرہ

غالبًا 1998ء کی بات ہے کہ ایک عربی ٹی وی چینل نے ’’قضایا ساخنۃ‘‘ (Burning Issues) کےعنوان سے مختلف مشکل اورمختلف فیہ دینی موضوعات پرگفتگو کے پروگرامز کی ایک سیریز ریکارڈ کی۔ ان میں سے ایک پروگرام ’’قتل مرتد‘‘ کے موضوع پر تھا۔چونکہ مکرم منیرادلبی صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کی کتاب ’’مذہب کے نام پرخون‘‘ کی روشنی میں عربی زبان میں ’’قَتْلُ الْمُرْتَد۔۔اَلْجَرِيْمَةُ الَّتِيْ حَرَّمَهَا الْإِسْلَام‘‘ کےنام سےایک کتاب لکھی ہوئی تھی جس میں عام علماء کے نقطہ نظرکے بالکل برعکس نظریہ پیش کیا گیا تھا۔اس لئے ٹی وی چینل والوں نے مکرم منیرادلبی صاحب کواس پروگرام میں بلالیا، جبکہ ان کے مدمقابل ایک ایسی شخصیت تھی جو پورے عالم اسلامی میں کسی تعارف کی محتاج نہیں، یعنی استاد کلیۃ الشریعۃ جامعہ دمشق اورکئی دینی کتب کے علاوہ شہرۂ آفاق ’’المَوْسُوعة الفقهية‘‘ کےمصنف ڈاکٹر وھبہ الزحیلی صاحب۔خاکساران دنوں عربی زبان کی تعلیم کے لئے شام میں ہی مقیم تھااورخاکسارکوبھی اس مناظرہ میں جانے کا موقعہ ملا۔چونکہ ڈاکٹر وھبہ الزحیلی صاحب کے شاگردوں اورعقیدتمندوں کی وہاں پر خاصی تعدادموجودتھی اورانہوں نےخودبھی کافی شورمچایا لیکن حقیقت یہ ہے کہ باوجوداس کے کہ وہ ایک جید عالم کہلاتے تھے پھربھی بار بارحدیثوں سے قتل مرتد کا جواز ثابت کرنے کی کوشش کرتے رہے جبکہ منیرادلبی صاحب نے متعدد قرآنی آیات پیش کیں جن سے قتل مرتد کی نفی ہوتی تھی۔بلکہ مجھے یاد ہے کہ منیرصاحب کا آخری فقرہ یہی تھا کہ قرآن کریم قیامت تک اس بات کی گواہی دیتا رہے گا کہ مرتد کی سزاقتل نہیں ہے۔اور ڈاکٹر وھبہ الزحیلی صاحب کا آخری فقرہ یہ تھا کہ حدیث قیامت تک یہ گواہی دیتی رہے گی کہ مرتد کی سزا قتل ہی ہے۔اورشاید یہی جواب ان کی ہزیمت کے لئے کافی تھا کہ قرآن پرحدیث کوفوقیت دے کراسلام کی طرف ایک ایسا عقیدہ منسوب کر رہے تھے جو اسلامی رواداری پرایک بدنماداغ سے کم نہیں ہے۔

الدروبی برادران

مکرم محمد منیرادلبی صاحب1985ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی شفقتوں اورالطاف سے جھولیاں بھرکرجب واپس شام گئے تو اللہ تعالیٰ نے انہیں تبلیغ کا ایک ایسا موقع عطافرمادیا جس میں ان کی

مساعی بارآور ثابت ہوئیں اور جس کے نتیجے میں دو بھائی مکرم ڈاکٹر **محمد مُسَلَّم الدروبی** صاحب اور مکرم ڈاکٹر **بدیع الدروبی** صاحب احمدیت میں داخل ہوگئے۔ ان دونوں بھائیوں کی بیعت کا واقعہ ڈاکٹر **مُسَلَّم** صاحب کی زبانی پیش خدمت ہے۔

1985ء میں ہم نے اپنی انگریزی زبان کی روانی اور اس میں کسی قدر مہارت حاصل کرنے کے لئے برطانیہ جانے کا ارادہ کیا تا کہ وہاں کسی انسٹیٹیوٹ میں داخلہ لے کر انگریزی زبان میں مطلوبہ معیار حاصل کرسکیں۔ اس سلسلہ میں ٹکٹ وغیرہ کے بارہ میں معلومات حاصل کرنے کے لئے ابھی کسی مناسب ٹریول ایجنسی کی تلاش میں تھے کہ ہمارا تعارف ایک ایسے شخص سے ہوگیا جو دمشق میں انگریزی زبان کی کلاسز کا نگران تھا۔ ہم نے اس سے بات کی تو اس نے یہی نصیحت کی کہ ہمیں برطانیہ کے سفر سے پہلے کچھ دیر شام میں ہی اپنی انگریزی کو درست کرنا چاہئے۔ ہمیں اس کی نصیحت پسند آئی اور ہماری درخواست پر وہ ہمیں گھر پر ٹیوشن پڑھانے کے لئے بھی رضامند ہوگیا۔ یہ شخص مکرم محمد منیر ادلبی تھا۔ پہلے دن ہی ہم نے دیکھا کہ ان کے ہاتھ میں اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ والی انگوٹھی ہے۔ ہمارے پوچھنے پر انہوں نے بتایا کہ یہ حضرت امیر المومنین کی طرف سے تحفہ ہے۔ ہم نے جب حیران ہوتے ہوئے وضاحت چاہی تو انہوں نے کہا کہ اس بارہ میں مَیں آپ کو کل بتاؤں گا۔ ہم اگلے دن کا بڑی بے چینی سے انتظار کر رہے تھے۔ ہمارے ذہن میں یہ بات بار بار آرہی تھی کہ منیر ادلبی صاحب شاید کسی خلیفہ راشد کی اولاد میں سے ہیں جن کی یہ انگوٹھی ہے جو نسل در نسل ان کے خاندان میں منتقل ہوتی آئی ہے اور آج ان کے پاس ہے۔

اگلے روز جب وہ تشریف لائے تو بجائے سوال کا جواب دینے کے انہوں نے دجّال کے بارہ میں ہم سے بات کرنی شروع کی۔ ان کی بات نہایت اطمینان بخش تھی اور دجّال کے بارہ میں روایات کی تفسیر عقل کے عین مطابق تھی۔ ہمارے والد اور والدہ دونوں ہی تنگ نظر مولویوں سے متنفر تھے اور یہی بات ہمیں بھی ورثہ میں ملی۔ لہذا اس جدید طرزِ فکر کے بارہ میں ہم کسی مولوی سے توثیق کروانے نہیں گئے بلکہ بازار سے صحیح بخاری اور صحیح مسلم خریدی اور ان میں سے دجّال کے بارہ میں احادیث نکال کر مکرم منیر ادلبی صاحب کی بیان کردہ تفسیر کے روشنی میں گہرائی کے ساتھ مطالعہ کیا، اور الحمد للہ اپنی فہم کے مطابق سب کچھ درست پایا، لہذا اسے تسلیم کرلیا۔ اس کے بعد مکرم منیر صاحب نے ''جن'' کے بارہ میں جماعت احمدیہ کا موقف پیش کیا جو عین عقل کے مطابق تھا، یہ بھی ہمیں تسلیم کرنا پڑا۔ پھر انہوں نے وفات مسیح ناصریؑ کا موضوع بیان کیا اور بالآخر نزول مسیح اور مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کے دلائل بیان کئے جو اتنے واضح، قوی اور روشن تھے کہ ہم ان کے سامنے بے بس ہوگئے اور ماننے بغیر کوئی چارہ نہ رہا۔ ایک ہفتہ کی اس بحث مباحثہ کے بعد ہم نے خود کو ایک عجیب عالم میں پایا۔ ان تمام امور کی وضاحت کے بعد منیر صاحب نے کہا اب مَیں آپ کے پہلے سوال کا جواب دیتا ہوں۔ آپ نے مجھ سے اس انگوٹھی کے بارہ میں پوچھا تھا اور مَیں نے کہا تھا کہ یہ امیر المؤمنین کی طرف سے تحفہ ہے۔ دراصل مسیح موعود علیہ السلام ظاہر ہو چکے ہیں اور اب ہم ان کے چوتھے خلیفہ کے عہد مبارک میں ہیں۔ جن کا نام حضرت مرزا طاہر احمد صاحبؒ ہے اور انہوں نے مجھے یہ انگوٹھی بطور تحفہ عنایت فرمائی ہے۔

منیر صاحب کی بات سن کر مجھے لڑکپن کا ایک رؤیا یاد آگیا جس میں مَیں نے دیکھا تھا کہ مَیں حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ خانہ کعبہ کا طواف کر رہا ہوں۔ یہ رؤیا میرے دل و دماغ پر نقش ہوگیا تھا۔ مجھے خلفاء کے زمانہ پر رشک آتا تھا اور دل میں اکثر یہ خواہش جنم لیتی کہ کاش میں بھی اسلام کے اس حسین زمانے میں ہوتا۔

ہم ذہنی طور پر بیعت کے لئے تیار تھے لیکن منیر صاحب نے ہمیں نصیحت کی کہ ہمیں استخارہ کرنا چاہئے۔ مَیں نے استخارہ کیا تو رؤیا میں دیکھا کہ شاید مجھے مسیح موعود علیہ السلام نے اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ والی انگوٹھی پہنائی ہے۔ چنانچہ ہم دونوں بھائیوں نے اگلے دن بیعت کرنے کا فیصلہ کرلیا۔

ذیل میں درج باقی واقعات خاکسار نے خود ان کی زبانی سنے ہیں اس لئے ان کو خاکسار مختصراً یہاں بیان کر دیتا ہے۔

تبلیغی کوششوں کا نتیجہ

چونکہ یہ بھائی اس وقت شام کے ایک شہر حلب میں طبّ کی تعلیم مکمل کرنے کے آخری مراحل میں تھے۔ چنانچہ انہوں نے اپنے گردونواح اور دوستوں میں تبلیغ شروع کردی۔ جس کے نتیجہ میں اس وقت پندرہ سے زائد مخلص دوست ان کے ساتھ مل گئے تھے اور انہوں نے مل کر کئی ایک تربیتی اور دینی اجتماعات بھی کئے۔ لیکن شام کے ملکی حالات ایسے تھے کہ سالہا سال کی فوجی حکومت نے دینی جماعتوں کو کچل کر رکھ دیا تھا۔ ایسے حالات میں ان نومبائعین کی حفاظت نہ ہوسکی خصوصاً اس لئے بھی کہ یہ دونوں بھائی اس کے چند ماہ بعد ہی پڑھائی کے سلسلہ میں لندن آگئے اور پیچھے ان احمدیوں کے ساتھ رابطہ کی کوئی صورت نہ رہی۔ تاہم ان میں سے ایک شیریں پھل آج بھی جماعت احمدیہ کے مجاہد کی صورت میں موجود ہے۔ یہ ہیں مکرم تمیم ابودقہ صاحب جو کہ اردن سے ہیں لیکن اُن دنوں یہ حلب میں پڑھتے تھے۔ گو کہ ان دونوں بھائیوں کی براہ راست تبلیغ سے تو وہ احمدی نہ ہوئے تھے بلکہ لٹریچر پڑھ کر خود اس نتیجہ پر پہنچے تھے، تاہم وہاں پر تمیم صاحب کو لٹریچر کے میسر آنے کا سبب یہ دونوں بھائی ہی بنے۔

خلیفہ وقت کی شفقتوں سے فیض یاوری

بیعت کے بعد یہ دونوں برادران 1985ء میں ہی لندن آئے اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی ملاقات اور عنایات سے فیضیاب ہوئے۔ حضور انور کی طرف سے ان پر خاص کرم نوازی رہی۔ آپؒ روزانہ وقت دے کر کثرت کے ساتھ انگریزی میں گفتگو فرماتے اور ان کی انگریزی زبان میں تقویت کے لئے انہیں بولنے کا کہتے اور حوصلہ افزائی فرماتے۔

حضور انور نے خود ہی ان دونوں کی شادی اسلام آباد (پاکستان) میں مقیم ایک مخلص پٹھان فیملی میں کروادی اور از راہ شفقت خود ہی ان کے نکاح کا اعلان فرمایا۔

خلیفہ وقت کی اطاعت کی برکت

شام میں واپس جا کر دونوں بھائیوں نے باوجود ڈاکٹر ہونے کے تجارتی میدان میں قدم رکھا اور اپنی تجارتی کمپنی کھول لی۔ کچھ عرصہ کے کاروبار سے اندازہ ہوا کہ یہ کام کافی مشکل ہے۔ لیکن اس میں اتنا پیسہ لگا چکے تھے کہ واپسی کا نتیجہ بہت خوفناک مالی تنگی کی صورت میں نکل سکتا تھا۔ اپنی تجارت کو تقویت دینے کے لئے مزید رقم لگائی گئی جس سے ان پر قرض کے بوجھ میں تو کافی اضافہ ہوگیا لیکن کاروبار میں بہتری کے کوئی آثار نہ پیدا ہوسکے۔ ایسی صورت میں انہوں نے حضور انور کی خدمت میں لکھا کہ ہم بالکل پھنس کے رہ گئے ہیں، نہ واپس جاسکتے ہیں نہ مزید قرض لینے کی پوزیشن میں ہیں۔ حضور اس کاروبار میں برکت کے لئے دعا کریں۔

حضور انور کی طرف سے جواب آیا کہ آپ اس کام کو چھوڑ دیں اور اپنے اختصاص یعنی طبّ کے پیشہ کو اپنائیں۔

باوجود اس کے کہ اس تجارتی کاروبار کو ٹھپ کرنے کا مطلب بالکل کنگال ہونے کی صورت میں نکلتا نظر آتا تھا اور ایسی حالت میں ڈاکٹری کلینک کھولنے کے لئے باموقع جگہ کا حصول، اس کی فرنشنگ، اور مختلف آلات وغیرہ کے خرچ کے لئے پھر ادھار لینا پڑنا تھا پھر بھی دونوں بھائیوں نے حضور انور کے ارشاد کی تعمیل میں اپنے کلینک وغیرہ کی جگہ سلیکٹ کر لی اور آلات کے خریدنے کا کام ابھی جاری تھا کہ انہی دنوں انہیں اپنی تجارتی کمپنی میں کسی قدر منافع کے آثار نظر آنے شروع ہوگئے۔ انہوں نے حضور انور کی خدمت میں مفصل رپورٹ ارسال کی کہ حضور انور کی اطاعت کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے تجارت میں بھی برکت ڈالی ہے اور اگر اس تجارتی کمپنی کو ختم کریں تو ہماری مالی لحاظ سے یہ کیفیت ہوگی۔ لیکن ہم حضور انور کے ارشاد کے مطابق ہی عمل کریں گے، حضور ہمیں جو بھی ارشاد فرمائیں گے ہمیں یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے لئے اس کام میں بہت برکت ڈالے گا۔

حضور انور نے ان کی رپورٹ پر فرمایا کہ اس صورت میں تو آپ کو یہ تجارت نہیں چھوڑنی چاہئے لہذا اسی کام میں محنت کریں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اسی میں ہی برکت ڈالے۔

اس خط کے بعد آہستہ آہستہ تجارتی کمپنی کے حالات بہتر ہونے شروع ہوگئے۔ اور بڑھتے بڑھتے اب خدا کے فضل سے الدروبی برادران کئی بڑی بڑی بیرونی کمپنیوں کے شام میں ڈیلر ہیں اور ان کی تجارت خدا کے فضل سے بہت وسیع ہو چکی ہے۔ آج بھی اس موضوع پر بات کرتے ہوئے وہ خدا کا شکر ادا کرتے ہیں اور کہتے ہیں سارا کچھ خلیفہ وقت کی اطاعت کا نتیجہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس لئے نوازا کیونکہ ہم حضور انور کے ارشاد کے مطابق سب کچھ چھوڑنے کے لئے تیار ہوگئے تھے۔

دنیاوی لحاظ سے بھی ڈاکٹر مسلم صاحب کو اللہ تعالیٰ نے بہت نوازا ہے۔ ان کو شام میں اعزازی طور پر سری لنکن قونصلیٹ ہونے کا فخر بھی حاصل ہے۔

ہمشیرہ اور والد صاحب کا موقف اور بیعت

ان کی ہمشیرہ نے ان کی تبلیغ سے بیعت کر لی جس کے بعد ان کی شادی جماعت احمدیہ شام کے ایک مخلص فرد مکرم ناصر عودہ صاحب کے بیٹے سے ہوگئی۔ ان کے والد صاحب مکرم برہان الدروبی صاحب نے احمدیت کی مخالفت ہرگز نہیں کی۔ بلکہ ایک دفعہ اس بات کا ذکر ہوا تو انہوں نے کہا مَیں کس بات پر ان کی مخالفت کروں؟ کیا اس لئے کہ یہ پہلے سے بہتر ہوگئے ہیں؟ نمازوں کے پابند ہوگئے ہیں اور اخلاق واطوار میں پہلے سے اچھے ہوگئے ہیں؟ گو کہ ان کے والد صاحب مطمئن تھے کہ ان کے بچوں کا اختیار کردہ راستہ ہی درست ہے پھر بھی بڑھاپے میں جا کر ان عقائد کو چھوڑنا جن پر ساری عمر عمل کیا ہو کسی قدر مشکل کام ہوتا ہے۔ تاہم جب کبھی گھر میں کسی مسئلہ پر دونوں بھائی متفق نہ ہوسکتے تو اپنے والد صاحب کے پاس راہنمائی کے لئے جاتے کہ اس بارہ میں کیا کرنا چاہئے؟ ان کے والد صاحب کا بہت حسین جواب ہوتا تھا کہ 'امیر المؤمنین سے مشورہ کریں'۔ وہ باوجود اس کے کہ احمدی نہیں تھے پھر بھی حضور انور کا ذکر امیر المؤمنین کے نام سے ہی کرتے تھے۔ شاید ان کا یہ ادب ہی خدا تعالیٰ کو پسند آگیا اور اللہ تعالیٰ نے انہیں آخری عمر میں بیعت کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔ اور اس پر مزید عنایت یہ کہ ان کی وفات پر حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے از راہ شفقت ان کی نماز جنازہ غائب بھی پڑھائی۔

(باقی آئندہ)

✿✿✿✿✿✿✿

THOMPSON & CO SOLICITORS
New Office in Morden
Consult us for your legal requirements
such as Immigration & Nationality, Conveyancing , Personal Injury,
Family & Ancillary Proceedings,Wills & Probate, Criminal Litigation .
Contact: Anas A.Khan, John Thompson ,
Naeem Khan, David Brocklesby (Member of Family Law Panal) & David Wilson.
Head Office: 1st floor 48 Tooting High Street London SW17 0RG Tel: 020 8767 5005
Branch Office :14-16 Mitcham Road, SW17 9NA Tel: 020 8682 4040
Morden Branch: 164 Kenley Road - Morden SW19 3DL Tel: 020 8545 0697
Mobile: 07702896350 -- 24hrs Crime Line: 07533667921

MOT
CLASS IV: £48
CLASS VII: £56
Servicing, Tyres & Exhausts.
Mechanical Repairs
All Makes & Models
Rutlish Auto Care Centre
Rutlish Road
Wimbledon - London
Tel: 020 8542 3269

خطبہ جمعہ

خداتعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے ایک مومن اللہ تعالیٰ کے حضور اپنے مال بھی پیش کرتا ہے اور اپنے اعمال بھی پیش کرتا ہے اور جب یہ مال اور اعمال خالص ہوکر اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کئے جاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کوئی گنا بڑھا کر لوٹاتا ہے۔

وقف جدید کے 52ویں سال میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت نے 35 لاکھ 21 ہزار پاؤنڈ کی مالی قربانی پیش کی۔

وقف جدید کے نئے سال کے آغاز کا اعلان۔

وقف جدید کے تحت افریقہ کے مختلف ممالک میں ہونے والے تبلیغی وتربیتی کاموں اور مساجد کی تعمیر سے متعلق کوائف کا مختصر تذکرہ۔

وقف جدید کی مالی قربانی میں پاکستان اوّل، امریکہ دوسرے نمبر پر اور برطانیہ تیسرے نمبر پر رہا۔

مختلف ممالک اور جماعتوں کی مالی قربانیوں کے موازنے اور محبت بھری دعائیں۔ اللہ تعالیٰ ان سب مالی قربانیاں کرنے والوں کی قربانیوں کو قبول فرمائے اوران کے اموال ونفوس میں بے انتہا برکت ڈالے اور ہمیشہ ان کے ایمان واخلاص میں اضافہ کرتا چلا جائے۔

(رچناٹاؤن۔لاہور کے ایک احمدی پروفیسر (ریٹائرڈ) مکرم محمد یوسف صاحب ابن مکرم امام دین صاحب کی شہادت کا تذکرہ اور نماز جنازہ غائب)

خطبہ جمعہ سیدنا امیرالمومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز-فرمودہ 8رجنوری 2010ء بمطابق 8رصلح 1389ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح ،لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ۔

مَنْ ذَاالَّذِيْ يُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا فَيُضٰعِفَهٗ لَهٗٓ اَضْعَافًا كَثِيْرَةً۔وَاللّٰهُ يَقْبِضُ وَيَبْصُطُ۔وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ۔(البقرة :246)

دنیا میں کسی بھی نظام کو چلانے کے لئے سرمایہ یا روپیہ پیسہ انتہائی ضروری اور بڑا اہم ہے۔ چاہے وہ دنیاوی نظام ہے یا دینی اور مذہبی نظام ہے تا کہ ملکی، معاشرتی، جماعتی ضرورتوں کے ساتھ حقوق العباد کی ادائیگی بھی ہوتی رہے۔

اس بات کو بیان فرماتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک جگہ فرماتے ہیں کہ ’’چندے کی ابتدا اس سلسلہ سے ہی نہیں ہے بلکہ مالی ضرورتوں کے وقت نبیوں کے زمانہ میں بھی چندے جمع کئے گئے تھے۔ ایک وہ زمانہ تھا کہ ذرا چندے کا اشارہ ہوا تو گھر کا تمام مال سامنے رکھ دیا۔ پیغمبر خدا ﷺ نے فرمایا کہ حسب مقدور کچھ دینا چاہئے اور آپ کی منشاء تھی کہ دیکھا جاوے کہ کون کس قدر لاتا ہے‘‘۔ فرمایا ’’ایک آدمی سے کچھ نہیں ہوتا جمہوری امداد میں برکت ہوا کرتی ہے۔ بڑی بڑی سلطنتیں بھی آخر چندوں پر ہی چلتی ہیں۔ فرق صرف یہ ہے کہ دنیاوی سلطنتیں زور سے ٹیکس وغیرہ لگا کر وصول کرتے ہیں اور یہاں ہم رضا اور ارادہ پر چھوڑتے ہیں۔ چندہ دینے سے ایمان میں ترقی ہوتی ہے اور یہ محبت اور اخلاص کا کام ہے‘‘۔

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 361 جدید ایڈیشن مطبوعہ ربوہ)

پس جماعت میں جو چندوں کا نظام رائج ہے یہ اسی اصول کے تحت ہے کہ جماعتی ضروریات پوری کی جائیں اور اس کے لئے جو افراد جماعت ہیں وہ چندہ ادا کرتے ہیں۔ جماعت کے چندہ کے نظام میں بعض لازمی چندہ جات ہیں جیسے زکوٰۃ ہے۔ وصیت کا چندہ ہے۔ چندہ عام ہے۔ جلسہ سالانہ ہے اور اس کے علاوہ بھی بعض دوسرے چندے ہیں جو لازمی نہیں ہیں۔

زکوٰۃ کا جو نظام ہے یہ اسلام کے بنیادی ارکان میں سے ہے۔ آنحضرت ﷺ اس کا خاص اہتمام فرمایا کرتے تھے جب اللہ تعالیٰ کا حکم ہوا اور اس کی وصولی کے لئے آنحضرت ﷺ کے وصال کے بعد بھی جب ایک گروہ نے مسلمان کہلانے کے باوجود اس کی ادائیگی سے انکار کیا تو حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سختی کر کے بھی زکوٰۃ وصول کی۔

(صحیح بخاری کتاب استتابة المرتدین ، باب قتل من ابی قبول الفرائض حدیث نمبر 6925)

پس جن پر زکوٰۃ واجب ہے ان کے لئے اس کی ادائیگی بھی ضروری ہے۔ اور اسی طرح زکوٰۃ کی فرضیت کے باوجود بھی اور اس کی وصولی کے باوجود بھی بعض اوقات ایسی ضروریات پڑتی تھیں جب آنحضرت ﷺ بعض مہمات کے لئے زائد چندہ کی تحریک فرمایا کرتے تھے۔

(السیرة الحلبیة جلد 3 ’’غزوة تبوک‘‘ صفحہ 184-183 دار الکتب العلمیة بیروت 2002ء)

پھر جماعت میں جیسا کہ مَیں نے کہا وصیت کا ایک نظام ہے۔ یہ وصیت کا چندہ ایک ایسا چندہ ہے جو نظام وصیت کے جاری ہونے کے ساتھ جاری ہوا۔ جیسا کہ سب جانتے ہیں کہ 1905ء میں اللہ تعالیٰ سے حکم پا کر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کو جاری فرمایا اور اس نظام میں شامل ہونے والے ہر شخص کے لئے ضروری قرار دیا کہ وہ 1/10 سے لے کر 1/3 تک اپنی آمد اور جائیداد کی وصیت کر سکتا ہے اور وصیت کرنے کے بعد یہ عہد کرتا ہے کہ مَیں تازندگی اپنی آمد کا 1/10 سے 1/3 تک (جو بھی کوئی اپنے حالات کے مطابق خوشی سے شرح مقرر کرتا ہے) ادا کروں گا۔ اسی طرح اگر زندگی میں نہ ادا کیا گیا ہو تو مرنے کے بعد بھی جائیداد میں سے اسی شرح کے اندر رہتے ہوئے جو پیش کی گئی ہو اپنے عہد کے مطابق اس کی ادائیگی کے لئے اپنے ورثاء کو کہہ کے جاتا ہے۔ اور ہر موصی سے یہی توقع رکھی جاتی ہے اور رکھی جانی چاہئے کہ وہ تقویٰ پر قائم رہتے ہوئے اپنی حقیقی آمد میں سے چندہ ادا کرے اور اس بارہ میں کسی قسم کا عذر نہ کرے اور عموماً موصی نہیں کرتے۔

پس ہر موصی کو خود بھی ہر وقت اپنا جائزہ لیتے رہنا چاہئے کہ کہیں تقویٰ سے ہٹ کر مَیں اپنی کسی آمد کو چاہے وہ معمولی ہی کیوں نہ ہو ظاہر نہ کر کے اللہ تعالیٰ سے کئے گئے عہد میں خیانت تو نہیں کر رہا؟ پس موصیان اور موصیات جماعت میں چندہ دینے والوں کا وہ گروہ ہے جس کے متعلق یہی خیال کیا جاتا ہے کہ وہ تقویٰ کے اعلیٰ معیاروں کے حصول کی کوشش کرنے والے ہیں اور ہر لحاظ سے قربانیوں کے اعلیٰ معیار قائم

کرنے والے ہیں جو اپنی آمد اور جائیداد کا ایک حصہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے اپنی خوشی سے پیش کرتے ہیں۔ نیز اپنے اعمال پر نظر رکھنے والے ہیں اور اس کے لئے کوشش کرنے والے ہیں۔ اپنی عبادتوں کے معیار بلند تر کرنے کی کوشش کرنے والے ہیں۔ اپنے اخلاق بہترین رنگ میں سنوارنے کی کوشش کرنے والے ہیں۔ حقیقی مومن بننے کی طرف ہر طرح سے کوشش کرتے ہوئے قدم بڑھانے والے ہیں۔ اللہ کرے کہ ہر موصی اسی جذبہ سے وصیت کرنے والا اور اس کو قائم رکھنے والا ہو۔

زکوٰۃ کے بارہ میں تو کہہ چکا ہوں۔ پھر ایک چندہ عام ہے۔ یہ بھی جماعت میں رائج ہے جو شرح کے لحاظ سے 1/16 ہے اور خلافت ثانیہ میں چندہ عام کا یہ نظام باقاعدہ اس شرح سے جاری ہوا۔ یہ چندہ بھی درحقیقت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں ہی جاری ہوا اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس بارے میں بڑی سختی سے فرمایا ہے کہ اس کو اپنے اوپر فرض کرو اور ماہوار ادا کرو چاہے ایک پیسہ کرو۔ (ماخوذ از ملفوظات جلد سوم صفحہ358 جدید ایڈیشن مطبوعہ ربوہ)

اسے جو اپنے اوپر مقرر کیا ہے تو اس سے یہ غلط فہمی نہیں ہونی چاہئے کہ پھر 1/16 کیوں؟۔ اس بارہ میں یہ واضح ہو کہ حالات کے مطابق اس میں اضافہ ہوتا چلا گیا۔ پہلے دھیلا تھا۔ پھر پیسہ ہوا۔ 4 پیسے ہوئے۔ 6 پیسے ہوئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک جگہ یہ بھی فرمایا ہے کہ مالی قربانی کرنے کے لئے باقاعدگی سے دینے کے لئے اگر چار روٹیاں کھاتے ہو تو دین کی خاطر ایک روٹی قربان کرو۔

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 361 جدید ایڈیشن مطبوعہ ربوہ)

آپ نے یہ ایک روٹی کی قربانی جو فرمائی ہے تو یہ تو پھر 25% قربانی ہوگی۔ 1/16 کی شرح تو نہ رہی۔ یہ کم از کم مطالبہ ہے۔ پس یہ کہنا کہ ایک پیسہ یا پھر مرضی پر چھوڑا گیا ہے کہ کتنا چندہ ادا کرنا ہے، یہ غلط ہے۔ مطالبہ کا انحصار جماعتی ضروریات کے مطابق ہے اور اخراجات کے مطابق ہے۔ جس طرح نئے پروگرام بنتے ہیں ان کے مطابق بعض تحریکات بھی ہوتی ہیں۔ پس ان سب چندوں کے باوجود جب بھی اخراجات میں اضافہ ہوا، جماعتی پروگراموں اور ان کی منصوبہ بندی میں وسعت پیدا ہوئی۔ اسلام کے حقیقی پیغام کو پھیلانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے اس زمانے کے امام کو بھیجا ہے اس کے لئے جب بھی اخراجات کی ضرورت پیدا ہوئی اور ان چندوں سے جو لازمی چندہ جات ہیں اخراجات پورے نہ ہوئے تو خلفاء تحریکات کرتے رہے۔

ایک بہت بڑی تحریک خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تحریک جدید کی کی جبکہ دشمن نے قادیان کی بھی اینٹ سے اینٹ بجا دینے کی بڑ ماری تھی۔ آپ نے اُس وقت ایک تبلیغی پروگرام پیش کیا کہ اس طرح جماعت کو اپنی تبلیغ کو وسعت دینی چاہئے کہ ہم ملک سے باہر بھی نکلیں اور باہر نکل کر احمدیت یعنی اسلام کے حقیقی پیغام کو پھیلائیں۔

پھر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے ہی ایک اور تحریک پاکستان کے وجود میں آنے کے بعد 1957ء میں وقف جدید کے نام سے جاری فرمائی جس میں کچھ نہ کچھ دینی علم رکھنے والے واقفین کا بھی آپ نے مطالبہ کیا کہ اپنے آپ کو پیش کریں اور براہ راست، کسی دفتر کے تحت نہیں، بلکہ میرے ماتحت ہو کر کام کریں۔

(خطبہ عید الاضحیہ فرمودہ 9 جولائی 1957ء بحوالہ خطبات وقف جدید صفحہ 3-2 ایڈیشن اول 2008 ناشر نظامت ارشاد وقف جدید، مطبوعہ ربوہ)

ان لوگوں کا کام دیہاتی علاقوں میں اور بعض خاص علاقوں میں تبلیغ کرنا تھا۔ پس جس طرح تحریک جدید کے ذریعہ دنیا میں مشن قائم ہوئے وقف جدید کے ذریعہ اندرون ملک بھی اور خاص طور پر سندھ کے علاقے میں کام لیا گیا اُس وقت پاکستان میں مختلف مذاہب کے ماننے والوں میں ان معلمین کے ذریعہ سے جن کو حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے براہ راست اپنے ماتحت رکھا تھا اور عارضی تربیت دی گئی تھی، تبلیغ اور تربیت کا کام کیا گیا۔ وہاں ہندوؤں میں غیر مسلموں میں اسلام کا پیغام پہنچانے کے لئے پوری کوشش کی گئی اور وہاں پہ کافی بڑا کام ہوا۔ بہرحال وقف جدید کی جو تحریک تھی یہ بھی آہستہ آہستہ پھیلتی گئی اور پہلے تو چند ایک عارضی معلمین تھے، پھر ان میں اضافہ ہوتا رہا۔ چند مہینے کا معمولی کورس کروا کر ان کو میدان عمل میں بھیج دیا جاتا تھا۔ پھر ان معلمین کی تربیت کا، تعلیم کا بھی باقاعدہ منظّم نظام قائم کیا گیا اور اب تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے ربوہ میں مدرسۃ الظفر کے نام سے باقاعدہ ایک مدرسہ ہے جہاں معلمین تیار ہوتے ہیں تقریباً تین سال کا کورس ان کو کروایا جاتا ہے اور واقفین نو بچوں کے بعد تو اس مدرسہ میں مزید وسعت پیدا ہوئی ہے اور تعداد میں اضافہ ہو رہا ہے۔ تو یہ تحریک جیسا کہ مَیں نے کہا عموماً پاکستان کے لئے تھی اور اس تحریک میں چندہ پر زور بھی صرف پاکستان میں ہی دیا جاتا تھا۔ باہر کے ممالک اپنی خوشی سے اگر دے دیتے تھے تو ٹھیک تھا۔ لیکن جیسا کہ مَیں نے کہا ضروریات بڑھنے پر خلفاء تحریکات کرتے رہے۔ چنانچہ تبلیغ کے جو اخراجات تھے ان کو دیکھتے ہوئے اور خاص طور پر افریقہ اور ہندوستان کے بعض علاقوں میں کام کو وسعت دینے کے لئے بعد میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے پاکستان سے باہر بھی اس تحریک کو عام کرنے کا اعلان فرمایا اور جماعتیں اللہ تعالیٰ کے فضل سے بڑھ چڑھ کر اس میں حصہ لینے لگیں۔

(ماخوذ از خطبہ جمعہ فرمودہ 27 دسمبر 1985ء بحوالہ خطبات وقف جدید صفحہ 297 ایڈیشن اول 2008 ناشر نظامت ارشاد وقف جدید، مطبوعہ ربوہ)

جیسا کہ ہم جانتے ہیں کہ ہر سال وقف جدید کے نئے سال کا جنوری میں اعلان ہوتا ہے اور اس موقع پر وقف جدید کی مالی قربانی کا ذکر ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا جماعت پر یہ احسان ہے کہ احباب میں مالی قربانی میں بڑھنے کی ایک خاص لگن پیدا کر دی گئی ہے، ایک جوت لگا دی گئی ہے۔ اس کام کے لئے جوت جگاتا چلا جاتا ہے۔ احباب جماعت مالی قربانی کے مطلب کو سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کو سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں جس کی مَیں نے ابھی تلاوت کی ہے اور جس کا قرآن شریف میں اور بھی کئی جگہ ذکر آیا ہے۔ ایک حقیقی مومن پر مالی قربانی کی حقیقت کھول کر واضح کی گئی ہے۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اس کا ترجمہ یہ ہے کہ کون ہے جو اللہ کو قرضہ حسنہ دے تاکہ وہ اس کے لئے اسے کئی گنا بڑھائے اور اللہ (رزق) قبض بھی کر لیتا ہے (اسے روک بھی لیتا ہے) اور کھول بھی دیتا ہے اور تم اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مختلف لغات سے لفظ یُقْرِضُ پر بحث کی ہے اور مَنْ ذَاالَّذِیْ یُقْرِضُ اللّٰہَ قَرْضًا حَسَنًا کے معنی اس طرح کئے ہیں کہ کون ہے جو اپنے مال کے ایک حصّے کا ٹکڑا اللہ تعالیٰ کی راہ میں دے اور دوسرے یہ کہ اور کون ہے جو اللہ تعالیٰ کے احکام کی اطاعت کرے اس صورت میں کہ وہ اللہ تعالیٰ سے اس کی جزا کی امید رکھے۔ (تفسیر کبیر جلد دوم صفحہ 550 مطبوعہ ربوہ)

پس دنیاوی حکومتوں کے کام چلانے کے لئے جو چندہ یا ٹیکس لیا جاتا ہے وہ تو صرف مال تک محدود ہے اور دنیاوی منصوبہ بندی کر کے صرف قوم اور ملک کی بہتری کے لئے، عوام کی عمومی اخلاقی حالت کے درست کرنے کے لئے انتظام کئے جاتے ہیں۔ ان کی اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ پیدا کرنے کے لئے اس میں کوئی منصوبہ بندی نہیں ہوتی۔ لیکن مذہبی اور دینی جماعتوں کی ضروریات کے لئے جو اللہ تعالیٰ نے کہا ہے کہ مالی قربانی کرو، اللہ تعالیٰ کو قرض دو تو وہ صرف مال تک ہی محدود نہیں ہے بلکہ اس میں دوسرے اعمال بھی شامل ہیں جو ایک مومن کی روحانیت کی ترقی کا باعث بھی بنیں۔ یعنی خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے ایک مومن اللہ تعالیٰ کے حضور اپنے مال بھی پیش کرتا ہے اور اپنے اعمال بھی پیش کرتا ہے اور جب یہ مال اور اعمال خالص ہو کر اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کئے جاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اِن کو کئی گنا بڑھا کر لوٹاتا ہے۔ یہ اس کا وعدہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کو تو کسی چیز کی حاجت نہیں ہے۔ مالی قربانی کے لئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تو وہ ایک مومن کو نیک کام پر خرچ کرنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کا قرب دلاتا ہے۔ اعمال ہیں تو اللہ تعالیٰ کی خاطر بجا لانے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کا قرب دلانے والے بنتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ مجھے قرضہ حسنہ دو، مَیں ضرورت مند ہوں۔ فرمایا مجھے دو، میری رضا کی خاطر خرچ کرو تاکہ میں اس کو کئی گنا بڑھا کر تمہیں واپس کر دوں۔ تم جماعتی ضروریات کے لئے قربانی کرو گے تو مَیں تمہیں اس کا اجر دوں گا۔ پس جب خالص ہو کر اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے مال خرچ کرنا ہے تو خرچ کرنے والے کے دل میں چندوں کی ادائیگی کے وقت کسی قسم کا انقباض نہیں ہونا چاہئے۔ اس یقین پہ قائم ہو کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں مجھے خوشی سے قربانی کرنی چاہئے۔ اور پھر یہ کہ کبھی دل میں یہ خیال نہیں آنا چاہئے کہ مَیں نے اتنا چندہ دیا ہے اس وجہ سے جماعتی کارندوں کو میرا شکر گزار ہونا چاہئے۔ یا نظام کو میرا شکر گزار ہونا چاہئے۔ بے شک جماعتی کارکن جو ہیں اس کام کے لئے وہ چندہ دینے والے کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔ رسید پر بھی جزاکم اللہ لکھا ہوتا ہے لیکن دینے والے کو یہ یاد رکھنا چاہئے کہ اس نے کوئی احسان نہیں کیا۔ اُس نے تو خدا تعالیٰ سے اپنا مال بڑھانے کا سودا کیا ہے۔ ایسا سودا کیا جو نہ صرف اس کا مال بڑھانے والا ہے بلکہ اس کی نیکیوں میں درج ہو کر مرنے کے بعد بھی اس کے کام آنے والا ہے۔

ایک حدیث میں آتا ہے کہ حضرت مطرف اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ مَیں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ ﷺ سورۃ اَلْھٰکُمُ التَّکَاثُرُ پڑھ رہے تھے۔ آپ ﷺ نے اس کی تلاوت کے بعد فرمایا: ابن آدم کہتا ہے کہ میرا مال! میرا مال! اے ابن آدم کیا کوئی تیرا مال ہے بھی؟ سوائے اس مال کے جو تو نے کھایا اور ختم کر دیا۔ یا جو تُو نے پہنا اور پرانا اور بوسیدہ کر دیا۔ یا جو تو نے صدقہ کیا اور اسے آگے بھیج دیا۔

(مسلم کتاب الزھد والرقائق باب الدنیا سجن المومن وجنۃ الکافر)

پس مال کی تو یہ حقیقت ہے۔ جو کھایا وہ بھی ختم ہو گیا۔ لوگ کپڑوں سوٹوں، پوشاکوں، جوڑوں پر بڑا خرچ کرتے ہیں۔ وہ تو ایک دن پرانا ہو کر ختم ہو جائے گا۔ اگر کچھ عرصہ پہن کر کسی کو دے بھی دیا (دل سے اتر گیا) تو اپنے پاس بہرحال نہ رہا۔ اور اس کے بنانے میں جو مال خرچ ہوا وہ بھی دوسرے کے پاس چلا گیا۔ پھر جو خدا تعالیٰ کی راہ میں خرچ ہوا ہے اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے خرچ کیا ہے وہی آگے بھیجا ہوا مال ہے جو پھر اگلے جہان میں کام آئے گا اور اس انسان کی جس نے خرچ کیا ہے اس کی نیکیوں میں شمار ہوگا۔

ایک دفعہ آنحضرت ﷺ نے بکری ذبح کروائی۔ گھر آئے تو پوچھا کہ کیا کچھ اس میں سے بچا ہے؟ تو جواب ملا کہ ایک دستی بچ گئی ہے باقی سب اِدھر اُدھر تقسیم کر دیا ہے۔ فرمایا کہ دستی کے سوا سب کچھ بچ گیا ہے۔

(سنن ترمذی کتاب صفۃ القیامۃ و الرقائق باب 98/33 حدیث 2470)

جو اللہ کی راہ میں دے دیا وہی حقیقت میں کام آئے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں وہ قبول ہوتا ہے۔ پس جو مال خرچ کرنے والا ہے وہ جو مال بھی خرچ کرے اس کو کبھی یہ خیال دل میں نہیں لانا چاہئے کہ مَیں نے کوئی احسان کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس دنیا میں بھی فائدہ پہنچاتا ہے اور اگلے جہان میں بھی، یہ اس کا وعدہ ہے۔

دنیاوی قرضہ حسنہ لینے والا تو اتنا ہی لوٹاتا ہے جتنا کہ قرض لیا گیا ہو اور اس میں بڑی ٹال مٹول سے کام لیتا ہے۔ لیکن خدا تعالیٰ تو کئی گنا بڑھا کر واپس لوٹاتا ہے۔ پس جب مال اللہ کی راہ میں خرچ کرنا ہے تو یہ سوچ کر دینا چاہئے کہ مَیں ایک ایسی ہستی کے نام پر دے رہا ہوں جو زمین و آسمان کا خالق و مالک ہے۔ اگر وہ مانگ رہا ہے تو اپنے لئے نہیں مانگ رہا بلکہ میرے فائدے کے لئے مانگ رہا ہے، دینے والے کے فائدے کے لئے مانگ رہا ہے۔ اور جب اس کے نام پر اس کی جماعت کی ترقی کے لئے دینا ہے تو بغیر کسی تردّد کے دوں اور بہترین دوں۔ اس میں کسی بھی قسم کی خیانت نہ ہو۔ بدعہدی نہ ہو۔ جو میرے پہ فرض ہے جو مَیں نے وعدہ کیا ہے اس کو ادا کرنے میں اپنی ذاتی ضرورتوں کو ترجیح نہ دوں۔ اور پھر جیسا کہ اس کے معنی میں ہم نے دیکھا ہے اس کا یہ مطلب بھی ہے کہ کون ہے جو اللہ تعالیٰ کے احکام کی اطاعت کرے اور پھر اللہ تعالیٰ سے جزا کی امید رکھے۔ مالی قربانی کر کے ایک مومن فارغ نہیں ہو جاتا بلکہ اُن شرائط کے ساتھ مالی قربانی کر کے جن کا مَیں نے ذکر کیا ہے پھر اپنے اعمال پر بھی نظر رکھنا ضروری ہے اور اس سوچ کے ساتھ رکھے کہ اللہ تعالیٰ کی خاطر خدا تعالیٰ کے احکامات کی پابندی کرنی ہے۔ نظام جماعت سے مضبوط تعلق بھی میرے فائدہ کے لئے ہے۔ اللہ تعالیٰ کا اپنے بندہ سے کس قدر پیار کا سلوک ہے کہ بندے کو اپنی بھلائی کے لئے اس کی نیکیوں میں اضافے کے لئے احکام دیتا ہے اور پھر جب بندہ ان احکامات کی بجا آوری کرتا ہے تو فرماتا ہے کہ تُو نے یہ نیک کام میری خاطر کئے ہیں گویا کہ مجھے قرضہ حسنہ دیا ہے۔ اب اس قرضے کو مَیں تجھے کئی گنا واپس کر کے لوٹاتا ہوں۔ یعنی ہر عمل جو انسان کرتا ہے ہر نیکی جو انسان کرتا ہے اللہ تعالیٰ نے اس کو بھی قرضہ حسنہ کہا ہے اور اس لحاظ سے بندہ کو لوٹاتا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے۔ ہمارے خدا کی یہ کیا شان ہے کہ اس قدر اپنے بندوں پر مہربانی کرتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

"ایک نادان کہتا ہے کہ "مَنْ ذَاالَّذِیْ یُقْرِضُ اللّٰہَ قَرْضًا حَسَنًا (البقرۃ:246)۔ کون شخص ہے جو اللہ کو قرض دے۔) اس کا مفہوم یہ ہے کہ گویا معاذ اللہ خدا بھوکا ہے" (یہ آپ نادان آدمی کی تشریح فرما رہے ہیں) فرماتے ہیں کہ "احمق نہیں سمجھتا کہ اس سے بھوکا ہونا کہاں سے نکلتا ہے؟" (اس بات سے یہ کہاں سے نکلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ بھوکا ہے اس لئے قرض مانگ رہا ہے) "یہاں قرض کا مفہوم اصل تو یہ ہے کہ ایسی چیزیں جن کے واپس کرنے کا وعدہ ہوتا ہے"۔ (یہ مفہوم ہے اس کا کہ ایسی چیز ہے جس کے واپس کرنے کا وعدہ ہوتا ہے۔ نادان اپنی طرف سے ہی) "ان کے ساتھ افلاس اپنی طرف سے لگا لیتا ہے"۔ فرمایا کہ "یہاں قرض سے مراد ہے کہ کون ہے جو خدا تعالیٰ کو اعمال صالحہ دے۔ اللہ تعالیٰ ان کی جزا اسے کئی گنا کر کے دیتا ہے۔ یہ خدا کی شان کے لائق ہے جو سلسلہ عبودیت کا ربوبیت کے ساتھ ہے۔ اس پر غور کرنے سے اس کا یہ مفہوم صاف سمجھ میں آتا ہے کیونکہ خدا تعالیٰ بدوں کسی نیکی، دعا اور التجا اور بدوں تفرقہٴ کافر و مومن کے ہر ایک کی پرورش فرما رہا ہے"۔ (فرمایا کہ اس کا صرف ایک ہی مطلب نظر آ رہا ہے کہ اس کی خاطر جو کام کیا جائے اللہ تعالیٰ جزا کے طور پر اس کو کئی گنا بڑھا کر دیتا ہے۔ اب یہ بھی اللہ تعالیٰ کی شان ہے کہ بندے کا اور خدا تعالیٰ کا جو تعلق ہے اس پر غور کرو تو صاف یہی سمجھ آتا ہے کہ نیکی دعا اور التجا کے بغیر بھی اور کافر و مومن کے کسی فرق کے بغیر اللہ تعالیٰ ہر ایک کی پرورش فرما رہا ہے۔ بغیر مانگے لوگوں کو دے رہا ہے۔) فرمایا کہ "اپنی ربوبیت اور رحمانیت کے فیض سے سب کو فیض پہنچا رہا ہے۔ پھر وہ کسی کی نیکیوں کو کب ضائع کرے گا؟ (جب عمومی فیض ہر جگہ جاری ہے تو یہ کس طرح ہوسکتا ہے کہ نیکی کرنے والے کی نیکی کو ضائع کر دے۔) "اس کی شان تو یہ ہے کہ مَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَیْرًا یَّرَہٗ (الزلزال:8) جو ذرّہ بھی نیکی کرے اس کا بھی اجر دیتا ہے اور جو ذرّہ بدی کرے گا۔ اس کی پاداش بھی ملے گی۔ یہ ہے قرض کا اصل مفہوم جو اس آیت سے پایا جاتا ہے۔ چونکہ اصل مفہوم قرض کا اس سے پایا جاتا تھا۔ اس لئے یہی کہہ دیا مَنْ ذَاالَّذِیْ یُقْرِضُ اللّٰہَ قَرْضًا حَسَنًا (البقرۃ:246) اور اس کی تفسیر اس آیت میں موجود ہے مَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَیْرًا یَّرَہٗ (الزلزال:8)۔

(ملفوظات جلد اول صفحہ 148-147 جدید ایڈیشن مطبوعہ ربوہ)

پس اللہ تعالیٰ جب چھوٹے سے چھوٹے عمل کو بھی بغیر جزا کے نہیں چھوڑتا تو اس کی خاطر کی گئی قربانیوں کو جو بڑی قربانیاں ہیں ان کو کس طرح بغیر جزا کے چھوڑے گا اور مال کی فراخی بھی اور عمل صالح کی توفیق بھی اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ اس لئے ہمیشہ اس کے آگے جھکے رہنا چاہئے۔ جب اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَاللّٰہُ یَقْبِضُ وَیَبْسُطُ وہ روک بھی لیتا ہے اور فراخی بھی دیتا ہے۔ تو پھر ایک مومن کو ہمیشہ خدا پر نظر رکھنی چاہئے اور نیک اعمال سے اُسے راضی کرنے کی کوشش کرنی چاہئے تاکہ مالی فراخی بھی ملتی رہے اور اس دنیا میں بھلائیاں بھی نصیب ہوں۔ اور مرنے کے بعد بھی اس کی رضا حاصل ہو۔ یہ وہ اصل ہے جسے ایک مومن کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے احمدیوں میں بہت بڑی تعداد ایسی ہے جو اس کو اپنے سامنے رکھتی ہے۔ خدا کرے کہ یہ جذبہ ہمیشہ ہمارے اندر قائم رہے اور جب تک یہ قائم رہے گا ہم اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے وارث بنتے رہیں گے۔

جیسا کہ مَیں نے کہا کہ لندن ہجرت کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ؒ نے محسوس کیا کہ جماعت کے منصوبوں میں وسعت کی ضرورت ہے اور خاص طور پر افریقہ کے ممالک اور ہندوستان میں تبلیغی اور تربیتی سرگرمیوں کے اخراجات کے لئے، مال کی ضرورت ہے، روپے پیسے کی ضرورت ہے اور جماعت کے عمومی بجٹ سے یہ کام نہیں ہو رہا، اخراجات پورے نہیں ہو رہے تو آپ نے تمام دنیا کے لئے وقف جدید کے چندے کو پھیلا دیا۔ یعنی تمام جماعتوں خاص طور پر امیر جماعتوں پر یہ ذمہ داری ڈالی کہ اس تحریک میں چندہ کی ادائیگی کی طرف توجہ دیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے جماعت نے لبیک کہا اور ہر سال اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس تحریک کی ادائیگی میں اضافہ ہو رہا ہے۔ اس کے اعداد و شمار تو مَیں آخر میں پیش کروں گا۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے وقف جدید میں بھرپور شمولیت سے تبلیغی پروگراموں میں بھی بڑی وسعت پیدا ہوئی ہے۔ تحریک جدید تو اپنا کام کر رہی ہے، پہلے بھی کر رہی تھی۔ وقف جدید کی وجہ سے یورپ اور امریکہ کے ملکوں کے وقف جدید کے جو چندے ہیں یہ افریقہ وغیرہ میں خاص طور پر اور ہندوستان میں کاموں کو آگے بڑھانے میں بڑا کردار ادا کر رہے ہیں۔

کسی کو یہ خیال نہ آئے کہ ان ملکوں میں رہنے والے جو احمدی ہیں شاید وہ اس مد میں قربانیاں نہیں دے رہے۔ افریقہ کے ممالک میں بھی جماعت کے اندر باقی اَور ملکوں کی طرح قربانیوں کی روح پیدا ہے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے بڑھتی چلی جا رہی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ لوگ اپنے خرچ پورے کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اسی طرح ہندوستان کی جماعتیں ہیں۔ خاص طور پر گزشتہ ایک دو سال میں مالی قربانیوں کی طرف ان میں بڑی تیزی سے توجہ پیدا ہو رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ قربانیوں کے معیار بھی بڑھاتا چلا جائے۔

اس وقت مَیں آپ کے سامنے افریقہ کے بعض واقعات رکھوں گا کہ ہمارے جو پروگرام ہیں، منصوبے ہیں ان کی وجہ سے کس طرح وہاں کام ہو رہے ہیں اور کس طرح لوگوں کی توجہ پیدا ہو رہی ہے۔

گھانا سے جبرئیل سعید صاحب کی ایک رپورٹ ہے کہ نومبائعین کے علاقوں اور نئی جماعتوں میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے 9 مساجد زیر تعمیر ہیں۔ دو مساجد مکمل ہو چکی ہیں۔ ان نئے علاقوں میں مزید 25 مساجد کی تعمیر کا پروگرام ہے۔ اس وقت احمدیت میں نئے داخل ہونے والے 30 اماموں کو تربیت دی جا رہی ہے اور ان کا ٹریننگ کورس ہو رہا ہے۔ 48 نوجوانوں کا ان کے دیہات سے انتخاب کر کے ان کو امام بنانے کی ٹریننگ دی جا رہی ہے۔ ٹریننگ کے بعد ان کو علاقوں میں امام بنا کر بھجوایا جائے گا۔ وقف جدید کے اصول کے تحت جس طرح پہلے معلمین کو عارضی ٹریننگ دی جاتی تھی اسی طرح معلمین کو وہاں ٹریننگ دی جاتی ہے۔ وہاں امام کہتے ہیں اور کچھ معلم کہتے ہیں۔ یہ پچھلے مہینہ کی رپورٹ تھی۔

پھر سیرالیون کے امیر صاحب لکھتے ہیں۔ مکینی (Makini) جو کہ ناردرن صوبہ کا ریجنل ہیڈ کوارٹر ہے اس میں ایک لمبے عرصے تک چونکہ مسجد نہیں تھی اس لئے مشن ہاؤس کے برآمدے میں نمازیں ادا کی جاتی تھیں۔ بعض احمدی بھی غیر احمدیوں کی مساجد میں جاتے تھے اور گنتی کے چند احباب نمازوں اور جمعوں پر آیا کرتے تھے۔ مسجد نہ ہونے کی وجہ سے احمدی بھی ادھر چلے جاتے تھے۔ لیکن جب مکینی کی مسجد بنی ہے تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے نہ صرف احمدی واپس آئے ہیں بلکہ بہت ساری نئی بیعتیں ہوئی ہیں اور اب جمعہ کے روز یہ مسجد کم پڑ جاتی ہے اور اس سے چندوں میں بھی غیر معمولی ترقی ہوئی ہے۔ مسجد کی وجہ سے ایک جگہ ان کو مل گئی۔ ایمان میں مضبوطی پیدا ہوئی۔ پہلے تو اِدھر اُدھر چلے جاتے تھے۔ اس کی وجہ سے جہاں دوسری نیکیاں بجالانے کی طرف توجہ پیدا ہوئی وہاں چندوں کی ادائیگی کی طرف بھی توجہ پیدا ہوئی۔ اور کہتے ہیں کہ اسی طرح اس مسجد کی تعمیر کی وجہ سے مکینی شہر میں ہی دوسرے محلے میں تبلیغ کے سلسلہ میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایک اور مضبوط جماعت قائم ہوئی ہے اور ایک بنی بنائی مسجد بھی ملی ہے اور یہ لوگ بھی باقاعدہ چندہ ادا کرتے ہیں اور روزانہ وہاں لوکل مشنری جو معلم ہے ان کی تربیتی کلاس بھی لیتے ہیں۔ تو ایک مسجد بنائی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے اضافہ کیا۔ دوسری خود عطا فرما دی۔

یوگنڈا کے امیر صاحب کو مَیں نے کہا تھا کہ 2009-2010ء میں 25 مساجد بنائیں۔ اس میں سے 10 مساجد جماعت یوگنڈا اپنے خرچ پہ بنائے گی اور 15 مساجد کے لئے مرکز 30 ملین شلنگ مہیا کرے گا۔ وہ لکھتے ہیں کہ اس طرح 25 مقامات پر مساجد کی تعمیر کا کام شروع ہو چکا ہے اور ان جگہوں پر نومبائعین میں ایک نئی روح پیدا ہوئی ہے اور بڑے جوش و خروش سے اپنی اپنی مساجد کے لئے وقار عمل کر رہے ہیں اور پختہ بلاک وغیرہ جو ہیں وہ بناتے ہیں۔

اس کے علاوہ اور بعض جگہیں ہیں۔ دوسری جگہوں میں کمولی زون میں 4 مساجد کی اجازت ملی تھی۔ اس میں بھی لوگ مالی قربانیاں کر رہے ہیں۔ اسی طرح اور جگہوں پر بھی۔ امبالے زون میں ایک مخیّر احمدی دوست مکرم سلیمان مفابی صاحب نے 15 ہزار امریکن ڈالر خرچ کر کے ایک بہت خوبصورت مسجد بنا کے جماعت کو دی ہے اور لاؤڈ سپیکر کا انتظام بھی کروایا ہے۔ وہاں کے لوگ بھی جو احمدی ہو رہے ہیں قربانیوں میں آگے بڑھ رہے ہیں۔ یہ نہیں کہ صرف یہاں کی قربانیوں پر انحصار ہے۔ یہی دوست امبالے ہی میں ایک اور جگہ پر ایک بڑی مسجد بنا رہے ہیں اور انہوں نے وعدہ کیا ہے کہ ہر سال مساجد بنوانے کا سلسلہ جاری رکھیں گے۔ یہی قربانی کی روح ہے جو ان لوگوں میں بڑھ رہی ہے۔ پھر مکونو زون میں خدا کے فضل سے پانچ مقامی احمدیوں کی ایک ٹیم بن گئی ہے۔ جو مخیّر حضرات ہیں وہ اپنے طور پر ہر سال 3 نئی مساجد اپنے ذمہ لے لیتے ہیں اور سارا سال ان کی تعمیر کرواتے ہیں۔ ان کے مکمل ہونے پر مزید جماعتوں کا انتخاب کر لیتے ہیں۔ تو یہ جو مسجدیں بنانے کی جاگ لگی تھی پہلے تو مرکز پر انحصار تھا اب ان میں خود بھی روح پیدا ہونی شروع ہو گئی

ہے، انہوں نے بھی چندے دینے شروع کر دیئے ہیں۔

بینن کے امیر صاحب لکھتے ہیں کہ ہمارے ریجن داسا(Dasa) میں مخالفت آج کل زوروں پر ہے اور مخالفین نے جماعتوں میں جا کر احمدیت کے خلاف لوگوں کو بھڑکانے کا کام تیز کر دیا ہوا ہے اور جماعت احمدیہ نے جہاں ابھی مسجد نہیں بنائی ان کو مساجد کا وعدہ دے کر جماعت کو چھوڑنے پر اکساتے ہیں۔ بعض عرب ملکوں سے یہ لوگ پیسہ لیتے ہیں۔ وہاں جماعت کے خلاف بڑی مہم چل رہی ہے۔ مثلاً حال ہی میں داسا سے 20 کلومیٹر کے فاصلے پر ایک جماعت Igangba میں مولویوں کا وفد پہنچا اور جماعت کی مخالفت شروع کر دی تو اس جماعت کے لوگوں نے انہیں روک دیا اور کہا کہ گزشتہ کئی سالوں سے ہم مسلمان ہیں۔ آپ تو کبھی ہماری تربیت یا ہمیں نماز روزہ سکھانے نہیں آئے۔ اب احمدیوں نے یہ کام شروع کیا ہے تو تم مسجد بنانے آ گئے ہو۔ یہاں سے چلے جاؤ۔ اگر مسجد بنے گی تو جماعت احمدیہ کی بنے گی۔

پھر کونگو برازاویل سے مربی سلسلہ کی رپورٹ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے 2009ء میں 51 نئے دیہات میں پہلی دفعہ جماعت کا پودا لگانے کی توفیق ملی اور 22 جماعتیں قائم ہوئیں۔ تبلیغ کی جو مہم شروع کی گئی تھی اس میں یہ قائم ہو رہی ہیں۔ گزشتہ سال ہم نے پہلی مسجد تعمیر کی تھی اور اسی سال دوسری مسجد Kiossi کے مقام پر تعمیر کر رہے ہیں جو ایک مہینہ تک مکمل ہو جائے گی۔ اسی طرح اور جگہوں پر مسجدیں بنتی چلی جائیں گی۔

ان ملکوں میں تبلیغ کے کام میں یہ بڑا کام ہو رہا ہے اور یہاں مرکز سے ان کو مالی امداد کی جاتی ہے اپنے ذرائع فی الحال ان کے پاس ایسے نہیں۔

غانا میں تبلیغ اور تربیت کا کام ملک کے شمالی اور جنوبی دونوں علاقوں میں جاری ہے۔ جبرئیل سعید صاحب کی رپورٹ ہے کہ اس وقت جنوبی غانا میں آچم(Akyim) اور ایک اور علاقہ ہے آکواپم(Akuapim) کے علاقوں میں تبلیغ کا کام جاری ہے۔ شمالی علاقے میں بھی Yendi کے علاقے میں ایک ہی ٹیم تبلیغ اور تربیت دونوں کام کر رہی ہے اور اس کے علاوہ والے والے(Walewale) میں ایک ان کا علاقہ ہے اوورسیز (Over Seas) ان علاقوں میں 15 معلمین تربیت کا کام سرانجام دے رہے ہیں۔ یہ نام اوورسیز عجیب لگتا ہے لیکن آگے اس کی وضاحت آئے گی۔ اسی طرح دریائے وولٹا کے کنارے کام ہو رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے دس جماعتیں قائم ہوئی ہیں۔ وہاں بھی تربیتی ٹیم بھجوانے کا پروگرام ہے۔ قابل ذکر بات یہ ہے کہ اوورسیز کا جو ذکر کیا گیا تھا۔ یہ علاقہ بہت وسیع ہے اور بڑے وسیع رقبے پر پھیلا ہوا ہے۔ اس میں بہت سے گاؤں شامل ہیں اور سہولیات بالکل نہیں ہیں۔ بہت کمی ہے۔ سفر کی دقت اور راستے کی دُوری کی وجہ سے یہ علاقہ اوورسیز کے نام سے مشہور ہے۔ جب سفر کر کے وہاں جاؤ تب یہ احساس ہوتا ہے کہ چل کے تو پیدل ہی آئے ہیں لیکن لگتا یہی ہے کہ کالے پانی آ گئے، سات سمندر پار کا علاقہ ہے۔ یہ علاقہ واقعی اسم با مسمّی ہے۔ اس جگہ پر پہلی مرتبہ کوکوا (Kukua) کے مقام پر تقریباً 50 لوگوں نے بیعت کی اور دو مسلمان گھرانوں کے علاوہ باقی لوگ غیر مسلم ہیں اور اکثر احمدی مسلمان بن گئے ہیں اور ان علاقوں میں بھی جماعت کے پروگراموں کے دوران جمعہ کا دن بھی آیا لیکن پورے علاقے میں کہیں کوئی مسجد نہیں تھی۔ یہاں کبھی کسی نے جمعہ نہ پڑھا اور نہ ہی پڑھایا تھا۔ اس موقعہ پر کہتے ہیں مَیں نے پہلی دفعہ درخت کے نیچے جمعہ کی نماز پڑھائی اور یوں اس دور دراز علاقے میں پہلی مرتبہ احمدیت کی برکت سے جمعہ کی نماز ادا کی گئی۔ اب اس علاقہ میں ایک مسجد کی تعمیر کا پروگرام ہے اور انشاء اللہ جلدی شروع ہو جائے گی۔

کونگو برازاویل سے (ہمارے مبلغ) لکھتے ہیں کہ ہمارے ٹی وی پروگراموں کے ذریعہ، مجالس سوال و جواب جاری ہیں۔ ریڈیو اور ٹی وی کے ایک پروگرام میں ایک دہریہ نے کہا کہ مجھے 'خدا ہے' کی سمجھ نہیں آتی، آپ مجھے خدا ہے کا مسئلہ سمجھا دیں تو مَیں مسلمان ہو جاؤں گا۔ تو کہتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے توفیق عطا فرمائی کہ آدھے گھنٹے میں اس کو خدا ہے کا مسئلہ سمجھ آ گیا اور بہت بڑے مجمع میں اس نے کھڑے ہو کر اعلان کیا کہ آج تک کوئی پادری مجھے یہ مسئلہ نہیں سمجھا سکا۔ لیکن مسلمانوں کے مشنری نے میری تسلی کرا دی ہے اور آج مَیں مسلمان ہوتا ہوں۔

اسی طرح ہمارے ایک معلم، جو وہیں سے ٹریننگ لے کر کام کر رہے ہیں تبلیغ کی غرض سے ایک گھر میں چلے گئے اور گھر کے مالک کو بتایا کہ اسلام کا پیغام لے کر آیا ہوں۔ جونہی اس نے اسلام کا نام سنا آگ بگولا ہو گیا اور برا بھلا کہنا شروع کر دیا اور لوگ بھی جمع ہو گئے۔ ہمارے معلم نے کہا ٹھیک ہے آپ جو مرضی سمجھتے رہیں۔ لیکن ایک دفعہ میری بات سن لیں۔ لوگوں نے کہا کہ چلو سن لو کیا کہتا ہے؟ معلم نے پہلے تو ان کے غلط عیسائی عقائد کا رد بائبل کی رو سے کیا۔ پھر اسلام کی حسین تعلیم پیش کی جس کا لوگوں پر خاص اثر ہوا۔ اس وقت تو وہ شخص نہیں بولا۔ لیکن دوسرے دن معلم کے پاس آیا اور معافی مانگی کہ کل جو کچھ مَیں نے کیا تھا اچھا نہیں کیا اب مجھے سمجھ آ گئی ہے۔

اسی طرح نائیجیریا میں تبلیغ کا بڑا کام ہو رہا ہے۔ بہت سارے امام کام کر رہے ہیں۔ معلمین اس سلسلے میں کام کر رہے ہیں۔ کنشاسا میں بہت کام ہو رہا ہے اور بڑے بڑے دُور دراز علاقوں میں اسلام کا تبلیغی پیغام بھی پہنچ رہا ہے۔ تبلیغ بھی ہو رہی ہے اور مساجد بنانے کی کوشش بھی ہو رہی ہے۔

بورکینا فاسو کے امیر صاحب لکھتے ہیں کہ ریڈیو کے سلسلے میں ایک اور واقعہ درج ہے کہ ماہ دسمبر میں ایک بزرگ جن کا نام تارورے تموگو ہے ان کی عمر 85 سال ہے، احمدیہ مشن آئے اور بتایا کہ وہ بیعت کرنے آئے ہیں۔ وہ کافی عرصہ سے ریڈیو احمدیہ سن رہے ہیں اور اب زندگی کا اعتبار نہیں اس لئے بیعت کرنے کا فیصلہ کیا ہے اور 10 دسمبر 2009ء کو انہوں نے بیعت کر لی۔ دوران ماہ بوبوجلاسو مشن میں 40 افراد آئے اور بیعت کر کے احمدیت میں داخل ہو گئے۔ انہوں نے بتایا کہ ریڈیو کے ذریعہ پیغام پہنچا۔

ریجن واہیگیا کے مشنری لکھتے ہیں کہ وہ ایک گاؤں پوبے منگاؤ(Pobe Mengao) میں رسالہ ریویو آف ریلیجنز تقسیم کر رہے تھے جس پر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصویر تھی۔ جب انہوں نے یہ رسالہ ایک شخص ساوادوگو آدم(Sawadogu Adam) نامی کو دیا تو اس نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصویر دیکھتے ہی کہا کہ یہ بزرگ تو کئی بار مجھے خواب میں مل چکے ہیں۔ اس پر ہمارے مشنری صاحب نے بتایا کہ یہ بانی جماعت احمدیہ اور مسیح موعود ہیں' اس پر وہ شخص بیعت کر کے جماعت میں داخل ہو گیا۔

بہرحال اس طرح کے کافی واقعات ہیں۔ لیکن وقت تھوڑا ہے۔ وقف جدید کی جو رپورٹ پیش کی جاتی ہے وہ سامنے رکھتا ہوں۔ یہ رپورٹ پیش کرتے ہوئے نئے سال کا اعلان بھی کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ اس سال کو بے انتہا برکات کا حامل بنائے اور پہلے سے بڑھ کر جماعت کو قربانی کی توفیق ملے۔ وقف جدید کا یہ جو 52واں سال تھا اس سال اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت نے 35 لاکھ 21 ہزار پاؤنڈ کی قربانی پیش کی۔ الحمدللہ۔ یہ گزشتہ سال سے 3 لاکھ 45 ہزار پاؤنڈ زیادہ ہے۔

پاکستان حسب سابق نمبر ایک پہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے وہ لوگ باوجود غربت کے حالات کے قربانیاں کر رہے ہیں اور اس دفعہ وقف جدید میں 8 ہزار نئے افراد شامل ہوئے ہیں۔

امریکہ دوسرے نمبر پر ہے انہوں نے بھی 62 ہزار ڈالر کا اضافہ کیا ہے اور برطانیہ تیسرے نمبر پر ہے۔ برطانیہ نے بھی اس سال پچھلے سال سے ایک لاکھ آٹھ ہزار پاؤنڈ زائد اضافہ کیا ہے اور 2 ہزار افراد شامل ہوئے ہیں۔ امریکہ اور برطانیہ ہیں تو 2 اور 3۔ برطانیہ میں بھی مساجد کی طرف توجہ ہے امریکہ میں بھی توجہ ہے لیکن مَیں سمجھتا ہوں ایک چیز کے لحاظ سے UK کا دوسرا نمبر ہے۔ امریکہ میں چند ایک لوگوں نے آخر میں غیر معمولی چندہ دے کر جو کمی تھی اسے پورا کر دیا ہے جس کی وجہ سے وہ چند ہزار ڈالر یا پاؤنڈ اوپر چلے گئے ہیں۔ لیکن عمومی لحاظ سے رپورٹ دیکھنے سے پتہ لگتا ہے کہ شاملین کی طرف توجہ اور محنت جو ہے وہ UK جماعت نے زیادہ کی ہے اور ان کی جو کوشش ہے وہ کافی قابل ستائش ہے۔ تو اس لحاظ سے ان چار پانچ چھ آدمیوں کو نکال دیا جائے جنہوں نے امریکہ میں غیر معمولی قربانی دی ہے تو برطانیہ دوسرے نمبر پر ہی ہے۔ ان پانچ چھ آدمیوں کی قربانیوں کا بھی فائدہ ہے لیکن مجموعی طور پر یہ ظاہر ہوتا ہے کہ امریکہ میں جو نظام ہے اس نے اس طرح توجہ نہیں دی اور محنت نہیں کی گئی جس طرح UK میں کی گئی ہے۔ اس لئے میرا خیال ہے انشاء اللہ تعالیٰ اگلے سال اس لحاظ سے بھی برطانیہ آگے نکل جائے گا۔ اور دوسری پوزیشن پہ آ جائے گا۔

چوتھے نمبر پر جرمنی ہے۔ انہوں نے پچھلے سال اپنی چوتھی پوزیشن کھو دی تھی اس سال ایک لاکھ 9 ہزار یورو کا انہوں نے اضافہ کیا ہے۔ کینیڈا پانچویں نمبر پہ ہے۔ دفتر اطفال میں بچوں کو شامل کرنے میں کینیڈا بہت محنت سے کام کر رہا ہے۔ پھر انڈیا ہے، انڈیا بھی چھٹے نمبر پر ہے انہوں نے بھی اپنی مقامی کرنسی میں 29 لاکھ روپے کا اضافہ کیا ہے۔ یہ بھی جیسا کہ مَیں نے کہا قربانیوں میں بڑھ رہے ہیں۔ کہیں نام نہیں ہوتا تھا اب آہستہ آہستہ اوپر آ رہے ہیں۔ پھر ساتویں نمبر پر انڈونیشیا ہے، آٹھویں نمبر پر آسٹریلیا ہے، دسویں سے آٹھویں پوزیشن پہ آ گئے ہیں۔ پھر نویں پر بیلجیم ہے، دسویں پر فرانس اور سوئٹزر لینڈ ہیں۔

کرنسی کے لحاظ سے لوکل کرنسی میں اگر دیکھا جائے تو گزشتہ سال کے مقابل پر پانچ ایسی جماعتیں ہیں جنہوں نے زیادہ وصولی کی ہے۔ آسٹریلیا نے 48 فیصد اضافہ کیا ہے اور انڈیا 47.05 فیصد اضافہ کر کے نمبر 2 پر ہے۔ جرمنی نے 26.6 فیصد اضافہ کیا ہے۔ برطانیہ نے 20.18 فیصد اضافہ کیا ہے۔ بیلجیم نے 12.05 فیصد اضافہ کیا۔

فی کس ادائیگی کے لحاظ سے امریکہ پہلے نمبر پر ہے۔ جیسا کہ مَیں نے کہا وہاں چند ایک امیر لوگ ہیں جو زائد رقم دے کر یہ کمی پوری کر دیتے ہیں۔ فرانس دوسرے نمبر پر 43 پاؤنڈ اور برطانیہ تیسرے نمبر پر 38 پاؤنڈ یا 39 سمجھ لیں، سوئٹزرلینڈ چوتھے نمبر پر اور کینیڈا پانچویں نمبر پر ہے۔

افریقہ میں مجموعی وصولی کے لحاظ سے پہلی پانچ جماعتیں یہ ہیں۔ نمبر ایک پہ گھانا ہے، نمبر 2 پہ نائیجیریا ہے نمبر 3 پہ ماریشس ہے، نمبر 4 پہ بورکینا فاسو ہے۔ بورکینا فاسو اس لحاظ سے قابل تعریف ہے کہ انہوں نے اپنے شاملین کی تعداد میں 43 فیصد سے زائد کا اضافہ کیا ہے اور یہی مَیں نے کہا تھا کہ اصل چیز یہ ہے کہ نئے آنے والوں میں بھی اور بچوں میں بھی قربانیوں کی روح پیدا کی جائے۔ جس کے لئے بورکینا فاسو میں خاص کوشش کی گئی ہے۔ پانچویں نمبر پر بینن ہے۔ اس کے علاوہ اور بہت سارے ملک ہیں جو کافی کوشش کر رہے ہیں۔

وقف جدید میں چندہ ادا کرنے والوں کی تعداد جو ہے اللہ کے فضل سے 5 لاکھ 73 ہزار سے تجاوز کر گئی ہے۔ 36 ہزار 323 اس دفعہ نئے شامل ہوئے ہیں۔

پاکستان میں چندے کے لحاظ سے اطفال اور بالغان کا علیحدہ علیحدہ بھی حساب رکھا جاتا ہے۔ کوشش

بھی کی جاتی ہے۔اس لئے ان کے لئے یہ رپورٹ بھی دینی ضروری ہے۔ بالغان جو ہیں ان میں پہلی تین جماعتیں یہ ہیں۔ پہلے نمبر پرلاہور، دوسرے پر کراچی اور تیسرے پر ربوہ۔

اور بالغان میں پہلے دس اضلاع جو ہیں۔ وہ ہیں سیالکوٹ، دوسرے پرراولپنڈی، تیسرا اسلام آباد، چوتھا فیصل آباد، پانچواں شیخوپورہ، چھٹا گوجرانوالہ، ساتواں ملتان، آٹھواں سرگودھا،نواں گجرات اور دسواں عمرکوٹ۔

اوراطفال میں پہلی تین جماعتیں ہیں اوّل کراچی، دوم لاہوراورسوم ربوہ۔اوراس میں بھی پہلے دس اضلاع ہیں۔ نمبرایک سیالکوٹ، دوم اسلام آباد، تین راولپنڈی، چارشیخوپورہ، پانچ گوجرانوالہ، چھ فیصل آباد،سات نارووال، آٹھ سرگودھا،نو گجرات اوردس بہاولنگر۔

مجموعی وصولی کے لحاظ سے امریکہ کی پہلی پانچ جماعتیں۔نمبر ایک پر سیلیکان ویلی، دو۔لاس اینجلس ایسٹ، تین۔ڈیٹرائٹ، چار۔لاس اینجلس ویسٹ، اور پانچ۔لاس اینجلس ایسٹ ان لینڈ امپائر۔

اور برطانیہ کی پہلی دس جماعتیں ہیں۔ یہ ان سے رعایت کی ہے باقیوں کو پانچ پانچ رکھا ہے،آپ کو دس رکھ دیا ہے۔نمبرایک مسجد بیت الفضل، دو ووسٹر پارک، تین سٹن، چار نیومولڈن، پانچ ویسٹ ہل، چھ ٹوٹنگ، سات انر پارک، آٹھ بیت الفتوح،نوسربٹن اوردس ساؤتھ ایسٹ لندن۔ ریجن کے لحاظ سے لندن ریجن اوّل ہے، مڈلینڈ دوم اورنارتھ ایسٹ ریجن سوم۔

یہ موازنے یہ بتانے کے لئے پیش کئے جاتے ہیں کہ یہ یہ قربانیاں آپ نے کی ہیں۔اصل قربانیاں تو مومن اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے کرتا ہے۔

جرمنی کی پانچ نمایاں لوکل امارتیں یہ ہیں ہمبرگ، گروس گراؤ، فرینکفرٹ، مائنز۔ ویزبادن اورڈارمشٹڈ۔

کینیڈامیں جیسا کہ مَیں نے کہااطفال اور بالغان کاانہوں نے علیحدہ علیحدہ حساب رکھنے کی کوشش کی ہے۔ان میں بالغان جوبڑے لوگ ہیں ان کی چندے کےلحاظ سے پانچ جماعتیں جو ہیں ان میں مارکھم، بریمپٹن سپرنگ ڈیل، آٹوا، ٹورانٹوسنٹرل اور کیلگری ساؤتھ ویسٹ۔اوراطفال کے لحاظ سے بیری، مارکھم، ویسٹن آئی لنگٹن (Weston Islington)، ویسٹن ساؤتھ(Weston South)، ویسٹن نارتھ ایسٹ(Weston North East)۔

اللہ تعالیٰ سب قربانیاں کرنے والوں کی ان قربانیوں کو قبول فرمائے۔ ان کے اموال ونفوس میں بے انتہا برکت ڈالے اور ہمیشہ ان کے ایمان واخلاص میں اضافہ کرتا چلا جائے۔

حضرت مسیح موعودعلیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:’’ یہ فریضہ تمام قوم میں مشترک ہے اور سب پر لازم ہے کہ اس پُرخطراور پُرفتنہ زمانہ میں کہ جوایمان کے ایک نازک رشتہ کو جوخدا اوراس کے بندے میں ہونا چاہئے بڑے زوروشور کے ساتھ جھٹکے دے کر ہلا رہا ہے اپنے اپنے حسن خاتمہ کی فکر کریں‘‘ (اپنے اپنے اچھے خاتمہ کی فکرکریں)’’ اور وہ اعمال صالحہ جن پرنجات کا انحصار ہے اپنے پیارے مالوں کے فدا کرنے اور پیارے وقتوں کوخدمت میں لگانے سے حاصل کریں اور خدا تعالیٰ کے اس غیر متبدّل اور مستحکم قانون سے ڈریں جو وہ اپنے کلام عزیز میں فرماتا ہے۔لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّحَتّٰی تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ (آل عمران:93) یعنی تم حقیقی نیکی کو جونجات تک پہنچاتی ہے ہرگز پا نہیں سکتے بجز اس کے کہ تم خداتعالیٰ کی راہ میں وہ مال اور وہ چیزیں خرچ کرو جوتمہاری پیاری ہیں‘‘۔ (فتح اسلام ۔روحانی خزائن جلد 3صفحہ 37-38)

اللہ تعالیٰ ہمیشہ ہمیں نیک اعمال کی توفیق دیتا رہے۔قربانیوں کے لئے خداتعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے ہم ہمیشہ تیار رہیں اورحضرت مسیح موعودعلیہ الصلوٰۃ والسلام جس مشن کو لے کرآئے تھے اس کو ہمیشہ آگے بڑھانے والے ہوں۔

آج ایک افسوسناک خبر بھی ہے۔ ہمارے لاہور کے ایک احمدی مکرم پروفیسر (ریٹائرڈ) محمد یوسف صاحب (ابن مکرم امام دین صاحب رچنا ٹاؤن) 5 جنوری کی صبح اپنی رہائش سے ملحقہ بیٹے کے جنرل سٹور پر بیٹھے ہوئے تھے کہ سوا آٹھ بجے کے قریب موٹرسائیکل پرسوار دونقاب پوش آئے اورانہوں نے فائرنگ شروع کردی۔ فائرنگ کی آوازسن کے ان کا بیٹا باہر نکلالیکن دیکھا تو ان کوزخمی حالت میں پایااورہسپتال لے جایا گیالیکن راستے میں ہی وفات پاگئے۔اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّااِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔شہید مرحوم کی عمر65 سال تھی۔اس علاقہ میں بڑے عرصے سے مخالفت جاری تھی اورمولوی مختلف بینرلگا لگا کے اوراشتہار لگا کے احمدیوں کے خلاف اکسا رہے تھے۔بحیثیت صدر آپ جماعت میں 20 سال سے کام کررہے تھے۔تین سال سے زعیم اعلیٰ انصاراللہ تھے۔آپ کو دو دفعہ اسیرراہ مولیٰ رہنے کا بھی اعزاز حاصل ہوا۔ بڑی سلجھی ہوئی شخصیت تھے۔ ایم اے پنجابی اورایم ایڈ کیا ہوا تھا اورگورنمنٹ ملازم کے طور پرٹیچنگ کرتے رہے۔گورنمنٹ ہائی سکول شاہدرہ میں سینئرسائنس ٹیچر تھے۔سینئر ہیڈ ماسٹر بھی رہے۔گورنمنٹ ہائرسیکنڈری سکول مریدکے میں پرنسپل رہے۔ ریٹائرمنٹ کے بعد اپنا ایک سکول بھی کھولا۔ بڑے ملنسار، فدائی احمدی تھے۔خاندان میں اکیلے ہونے کے باوجود ہرلحاظ سے ہمیشہ استقامت دکھائی۔آپ نہ صرف خودخلیفہ وقت کے ہرحکم پرعمل کرنے کی کوشش کرتے رہے بلکہ اپنی اولاد کی بھی اس رنگ میں تربیت کی کہ ساری اولاد کا احمدیت اورخلافت سے پختہ تعلق ہے۔موصی تھے اورآپ کی ساری اولاد بھی نظام وصیت میں شامل ہے۔آپ کے پسماندگان میں اہلیہ، ایک بیٹی اورچار بیٹے ہیں۔ابھی انشاء اللہ تعالیٰ نمازوں کے بعدان کی نماز جنازہ غائب پڑھاؤں گا۔ اللہ تعالیٰ ان کی اولاد کوان کے لواحقین کوصبرعطا فرمائے۔ان کے درجات بلند فرمائے اوراپنی جنتوں میں ان کو اپنے پیاروں کے قدموں میں جگہ دے۔

❖ ❖ ❖ ❖ ❖ ❖ ❖ ❖ ❖

خلافت حقہ اسلامیہ احمدیہ کے زیر ہدایت
مختلف زبانوں میں
تراجم قرآن کریم کی اشاعت

(نصیر احمد قمر۔ ایڈیشنل وکیل الاشاعت لندن)

کیکامبا(Kikamba) زبان میں ترجمہ قرآن مجید

کیکامبا (Kikamba) یا کامبا(Kamba) زبان کینیا (Kenya) مشرقی افریقہ کے آکامبا (Akamba) لوگوں کی زبان ہے۔اورزیادہ ترMachakos، Kitui ، Mwingi اور akuini ریجنز میں اس زبان کے بولنے والے پائے جاتے ہیں۔ ان میں Machakos ریجن کے لوگوں کے لہجہ کوسب سے بہتر اورمعیاری سمجھا جاتا ہے۔ جماعت احمدیہ کا ترجمہ قرآن مجید بھی اسی Dialect کے مطابق ہے۔

کیکامبا(Kikamba) زبان میں ترجمہ قرآن کریم کا آغاز حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں 1960ء میں مکرم نعمان تھینگے لوکینڈو نے کیا۔لیکن بوجوہ یہ کام مکمل نہ ہوسکا۔حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے عہدخلافت میں 1989ء میں آپ نے دوبارہ ترجمہ کے کام کا آغاز کیا جو 1999ء تک جاری رہا۔1999ء میں حضوررحمہ اللہ کے ارشاد پر آپ لندن آئے اور چار ماہ تک اسلام آباد(ٹلفورڈ) میں قیام کرکے ترجمہ کے کام کوپایۂ تکمیل تک پہنچایا۔ترجمہ قرآن مجید کے مختلف مراحل کے دوران آپ کومکرم مولانا شیخ مبارک احمد صاحب، مکرم مولانا محمد منور صاحب، مکرم مولانا جمیل الرحمٰن رفیق صاحب، مکرم مولانا بشیر احمد اختر صاحب، مکرم مولانا وسیم احمد چیمہ صاحب، مکرم مولانا عبداللہ حسین جمعہ صاحب، مکرمہ امینہ عبداللہ صاحبہ اہلیہ مکرم عبداللہ حسین جمعہ صاحب اورمکرم موینی گکوریا (Mwinyi Gakuria) صاحب کی معاونت اور رہنمائی حاصل رہی۔ مکرم عبداللہ حسین جمعہ صاحب اور ان کی اہلیہ نے ترجمہ کی نظرثانی وانگریزی اورسواحیلی تراجم قرآن اورعربی متن کے ساتھ ملا کر اسے چیک کرنے کے کام کونہایت محنت سے انجام دینے کی سعادت پائی۔ مکرمہ امینہ عبداللہ صاحبہ نے اس ترجمہ کی کمپوزنگ اورٹائپ سیٹنگ کرنے کی خدمت کی سعادت بھی حاصل کی۔ کیکامبا ترجمہ قرآن مجید کا اس وقت تک ایک ہی ایڈیشن شائع ہوا ہے۔990 صفحات پرمشتمل یہ ترجمہ قرآن مجید جس کے ساتھ عربی متن بھی شامل ہے 2002ء میں پرنٹ ویل پریس امرتسر انڈیا سے طبع ہوا۔ اس میں بعض آیات پرتشریحی نوٹس بھی دیئے گئے ہیں۔

کیکامبا ترجمہ قرآن کے مترجم مکرم معلم نعمان تھینگے لوکینڈو (Namaan Ntheng Lukindo) کینیا میں 20؍دسمبر 1928ء کوضلع ماچاکوس (Machakos) کے گاؤں کاسیکیو (Kasikeu) میں پیدا ہوئے۔ اس وقت کینیا ایک برٹش کالونی تھا۔ان کے والداسحاق لوکینڈو ان ابتدائی افریقن میں سے تھےجنہوں نے یورپین عیسائی مشنریز کے ذریعہ عیسائیت قبول کی تھی۔ 1949ء میں آپ نے ماچاکوس ٹیچرٹریننگ کالج سے P3 کے ٹیچر کی ڈگری حاصل کی اورترقی کرتے کرتے پہلے ہیڈ ماسٹراور پھر ڈسٹرکٹ ایجوکیشن بورڈ کیٹیٹا(Kiteta) کے ممبر بنے۔ وہاں سیاست میں گہری دلچسپی لینی شروع کی۔کینیا کی جدوجہد آزادی کے دوران 25؍نومبر 1953ء کوگرفتار ہوئے اورآپ کوسزائے موت سنائی گئی۔ اسی قید کے دوران آپ نے یسوع کے نام سے عبادت چھوڑکرخدائے واحدویگانہ کی عبادت شروع کردی۔اسی دوران سزائے موت کے خلاف اپیل کی گئی۔آپ کے سات ساتھیوں کی اپیل مسترد ہوئی لیکن آپ کی سزائے موت کوعمرقید میں بدل دیا گیا۔اپنی عمرقید کی سزا کے دوران آپ نے اپنے چار ساتھیوں سمیت جیل حکام کو درخواست دی کہ جس طرح عیسائی مشنریز کوجیل کا وزٹ کرنے کا موقع دیا جاتا ہے اسی طرح مسلمان معلمین کوبھی موقع دیا جائے۔ جیلوں کے یورپین کمشنرکو یہ درخواست بھجوائی گئی جس کی منظوری ہونے پرمکرم شیخ مبارک احمد صاحب امیرومبلغ انچارج کینیا نے جیل کا وزٹ شروع کیا۔مکرم مولانا شیخ مبارک احمد صاحب سے ملاقاتوں کے نتیجہ میں مکرم نعمان لوکینڈو صاحب اورآپ کے دیگر چار ساتھیوں نے اسلام احمدیت میں داخل ہونے کی سعادت حاصل کی۔ جولائی1958ء میں آپ کی سزا معاف کردی گئی اورجیل سے رہائی ہوئی۔ 1959ء میں آپ احمدیہ مشن نیروبی میں آگئے اورمکرم مولانا شیخ مبارک احمد صاحب اورمکرم مولانا محمد منورصاحب کے پاس رہے جنہوں نے کمال محبت اورشفقت سے آپ کو اپنے پاس رکھ کردینی تعلیم وتربیت دی۔اسی دوران 1960ء میں آپ نے کیکامبا زبان میں ترجمہ قرآن مجید کے کام کا آغاز کیا۔ دوسال تک یہ کام جاری رہالیکن قرآن مجید اور اسلام کے بارہ میں زیادہ گہراعلم نہ ہونے کے باعث ترجمہ کا کام تسلی بخش طورپرآگے نہ بڑھ سکا۔

اسی دوران کینیا کے پہلے صدر جوموکنیاٹا جیل سے رہا ہوئے۔انہیں سواحیلی ترجمہ قرآن کریم کا تحفہ پیش کرنے کے لئے مکرم شیخ مبارک احمد صاحب کی سربراہی میں جو وفد ان سے ملنے گیا اس میں مکرم نعمان لوکینڈو صاحب بھی شامل تھے۔1962ء میں نعمان صاحب نے دوبارہ سیاست میں دلچسپی لینی شروع کی اورچیئرمین آف ماساکوکاؤنٹی کونسل، Uhuru Locational Chief، اسی طرح ممبر آف پارلیمنٹ Taveta وغیرہ مختلف حیثیتوں سے ملکی خدمات انجام دیں۔

1989ء میں آپ نے ازسرنوکیکامبا زبان میں ترجمہ قرآن مجید کا آغاز کیا جودس سال تک جاری رہا اور بالآخر 2002ء میں کیکامبا ترجمہ قرآن زیورطبع سے آراستہ ہوا۔ ❖❖❖❖❖

بقیہ:دورہ حضور انور از صفحہ نمبر 16

حضور انور نے فرمایا: اس مسجد کے افتتاح کے موقع پر، آج سے پچاس سال پہلے اس مسجد کے مینار کے بارے میں جو اخبار نے لکھا تھا وہ ان اخبار نویسوں کی شرافت کی عکاسی کرتا ہے۔اس وقت جرمنی کے ستّر سے زائد اخبارات نے مسجد کے افتتاح کی خبریں شائع کیں۔

مثلاً ایک اخبار ہے فرینکفرٹر رمشاؤ (Frankfurter Rundschah) نے 14 ستمبر 1959ء کی اشاعت میں لکھا کہ ''فرینکفرٹ میں ایک سفید مسجد بلند اور دلفریب میناروں کے ساتھ تعمیر ہوچکی ہے''۔

اسی طرح Abend Post نے لکھا کہ ''فرینکفرٹ میں اللہ کا گھر موجود ہے''۔

پھر ایک اخبار' منہائم مورگن' "Mannhaeim Morgen" نے لکھا کہ اسلام یورپ کی طرف بڑھ رہا ہے۔ یہ ہیڈنگ دے کے پھر تفصیل لکھی اور لکھا کہ محمد (ﷺ) کے پیرو اس سے قبل تلواروں اور نیزوں کی مدد سے جنوبی فرانس تک آئے۔ موجودہ زمانہ میں یہ کام روحانی ہتھیاروں سے ہو رہا ہے۔ بہت سے اسلامی ممالک کے لوگ یورپ آتے ہیں جو ساتھ ساتھ اسلام پھیلانے کی بھی کوشش کرتے ہیں۔ اسی طرح مختلف تبلیغی فرقے جن میں ایک فرقہ جس نے خاص طور پر مختلف جگہوں پر مساجد بنائی ہیں مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کا ہے جو 1890ء میں پنجاب میں قائم ہوا۔

حضور انور نے فرمایا: بہرحال سال اس نے تھوڑا سا غلط لکھا ہے۔ 1889ء کی بجائے 1890ء لکھ دیا لیکن خبر بڑی تفصیل کے ساتھ دی۔ لیکن یہ دیکھیں کہ جب جرمنی میں چند ایک جرمن احمدی تھے اس وقت اس مسجد اور اسلام کے حقیقی پیغام کی وجہ سے آنحضرت ﷺ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نام کو پریس نے عزت اور احترام کے ساتھ اپنی خبروں میں پیش کیا ۔ یہ ان کی شرافت تھی۔ لیکن اب جب آپ کی تعداد بہت زیادہ ہوچکی ہے تو آپ کو پہلے سے بڑھ کر اسلام کے دفاع اور اس کی حقیقی تصویر دنیا کے سامنے پیش کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

حضور انور نے آخر پر فرمایا۔: پس خیر امت بننے کے لئے، حقیقی تعلیم پیش کرنے کے لئے ہمیں عملی ثبوت پیش کرنے ہوں گے۔ اپنی حالتوں کو بدلنا ہوگا۔ اپنی عبادتوں کے معیار قائم کرنا ہوں گے۔ اپنے اعلیٰ اخلاق کے معیار بلند کرنے ہوں گے۔ آپس میں محبت اور پیار اور بھائی چارے کی فضا پیدا کرنی ہوگی اور پھر اس کو معاشرے میں پھیلانا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ اس کی توفیق عطا فرمائے۔

حضور انور نے فرمایا: دوسری بات اس حوالے سے کہ مسجد میں افتتاح بھی ہوتے ہیں یہ تو خیر پچاس سالہ تقریب ہے ایک بات مَیں اَور کہنا چاہتا ہوں کہ مسجدوں کے افتتاح کیونکہ بعض مساجد چھوٹی ہیں تو اب عموماً یہ روایت بن گئی ہے کہ مسجد کے اندر ہی جو ریسپشن ہوتی ہے اس میں میٹ (Mat) بچھا کر دعوت اور کھانے وغیرہ کا انتظام کر لیا جاتا ہے۔ آئندہ سے اس کی اجازت نہیں ہے۔ اگر کہیں مسجد کی ریسپشن وغیرہ ہونی ہے تو صحن میں مارکی لگا کر کریں۔ مسجد کا جو اندرونی ہال ہے اس میں کسی قسم کی کوئی کھانے وغیرہ کی دعوت آئندہ سے نہیں ہوگی۔ یہ آپ بھی نوٹ کرلیں اور دنیا میں رہنے والی باقی جماعتیں بھی نوٹ کرلیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا خطبہ جمعہ دو بج کر دس منٹ تک جاری رہا۔ خطبہ جمعہ کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے نماز جمعہ اور نماز عصر جمع کرکے پڑھائیں۔

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اس مارکی میں تشریف لے گئے جو مسجد کے احاطہ میں لگائی گئی تھی اور اس میں بھی احباب جماعت نے نماز جمعہ ادا کی تھی۔ ساڑھے تین بجے ''مسجد نور'' سے ''بیت السبوح'' کے لئے روانگی ہوئی۔ چار بج کر دس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی 'بیت السبوح' میں تشریف آوری ہوئی اور حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

نیشنل مجلس عاملہ لجنہ اماء اللہ جرمنی کی حضور انور ایدہ اللہ کے ساتھ میٹنگ

پروگرام کے مطابق آج شام نیشنل مجلس عاملہ لجنہ اماء اللہ جرمنی کی حضور انور ایدہ اللہ کے ساتھ میٹنگ تھی۔ پانچ بج کر پچاس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز تشریف لائے اور میٹنگ کے آغاز میں دعا کروائی۔ حضرت بیگم صاحبہ مدظلہا بھی اس میٹنگ میں شامل ہوئیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے **جنرل سیکرٹری صاحبہ** سے مجالس کی کل تعداد اور باقاعدہ ماہانہ رپورٹس بھجوانے والی مجالس کے بارہ میں دریافت فرمایا۔

جنرل سیکرٹری صاحبہ نے بتایا کہ مجالس کی کل تعداد 261 ہے اور 200 ایسی مجالس ہیں جو باقاعدہ ماہانہ رپورٹس بھجواتی ہیں جب کہ 61 مجالس کی رپورٹس کبھی کبھی آتی ہے۔ ماہانہ باقاعدگی نہیں ہے۔ باقاعدگی سے رپورٹس بھجوانے والی مجالس کی سالانہ Average 210 ہے۔

ماہانہ رپورٹس پر تبصرہ بھجوانے کے تعلق میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے دریافت فرمانے پر جنرل سیکرٹری صاحبہ نے بتایا کہ ہر متعلقہ سیکرٹری اپنا تبصرہ رپورٹ پر بھیجتی ہے۔ اس پر حضور انور نے فرمایا ٹھیک ہے لیکن صدر صاحبہ کی طرف سے بھی رپورٹس پر عمومی تأثر اور تبصرہ ہونا چاہئے۔

حضور انور نے دریافت فرمایا کہ آپ کا رپورٹس وصول کرنے اور پھر اپنے تبصرے بھجوانے کا طریق کار کیا ہے۔ کیا پوسٹ (Post) کے ذریعہ بھجواتی ہیں یا ای میل (E-Mail) یا فیکس (Fax) کے ذریعہ بھجوائی جاتی ہیں۔ آپ کی کتنی صدران ایسی ہیں جن کے E.Mail ایڈریسز ہیں۔

حضور انور کی خدمت میں رپورٹ پیش کی گئی کہ بذریعہ پوسٹ (Post) بھجوائی جاتی ہیں ۔ 22 سیکرٹریان ہیں ،22 فارمز بنے ہوئے ہیں ۔ ہر شعبے کا علیحدہ فارم ہے اور ہر فارم کے نیچے وہ جگہ بنائی ہوئی ہے جہاں سیکرٹری اپنا تبصرہ لکھتی ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ آپ نے 22 فارم بنائے ہوئے ہیں۔ اس طرح ہر مجلس کی صدران 22 فارموں پر دستخط کرکے آپ کو بھجواتی ہیں۔ حضور انور نے فرمایا کہ اس طرح تو مَیں نے نہیں کہا تھا۔ یہ دیکھیں کہ اتنے زیادہ فارموں پر رپورٹ حاصل کرنا عملاً پریکٹیکل بھی ہے یا نہیں۔ اتنے زیادہ صفحات آپ کو ہر مجلس کی طرف سے موصول ہوتے ہیں اور پھر یہ سارے صفحات تبصرہ کے بعد ان مجالس کو واپس بھجوائے جاتے ہیں۔

حضور انور نے دریافت فرمایا کہ کتنے کی ڈاک ٹکٹ لگتی ہے۔ حضور کی خدمت میں رپورٹ پیش کی گئی کہ 1.45 یورو کی ٹکٹ لگتی ہے اور کل 13 صفحات بھجوائے جاتے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا۔ اس طرح تو ہر ماہ صرف پوسٹل ترسیل پر 300 یورو لگیں گے۔ مجالس سے رپوٹس کے حصول کا یہ طریق نہیں ہوتا۔ فارم دو صفحے کا ہوتا ہے۔ ہر سیکرٹری اپنا تبصرہ دیتی ہے۔ پھر سیکرٹریان اپنا تبصرہ جنرل سیکرٹری کو جمع کروا دیتی ہیں اور مرکز اس کو مجالس کو بھجوا دیتا ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے صدر لجنہ اماء اللہ جرمنی کو فرمایا کہ آسانی پیدا کریں اور سوچ کر مشورہ کرکے مجھے بتائیں۔ رپورٹس حقیقت پر مبنی ہوں ۔ اتنے زیادہ فارموں کی صورت میں تو خانہ پُری زیادہ ہے۔ مضمون نویسی زیادہ ہے اور حقیقت کم ہوتی ہے۔ 13 صفحات بھرنے میں تو پھر غلط بیانی بھی ہوتی ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے رپورٹس بھجوانے کے طریق کے بارہ میں ہدایت دیتے ہوئے فرمایا کہ کہانی لکھنے کی بجائے مضمون نویسی کی بجائے Facts & Figures دیا کریں، وہ تو ایک صفحہ پر آجاتے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ یہ کہا تھا کہ دیکھیں موجودہ رپورٹ کے نظام میں دقّت تو نہیں ہے۔ غلط بیانی تو نہیں ہورہی۔ اس کو بہتر کرنا ہے تو کس طرح کرنا ہے۔ اور کس طرح سیکرٹریان نے اپنا تبصرہ دینا ہے۔ یہ نہیں کہا تھا کہ 13 صفحات آنے جانے پر لگ جائیں۔ اس لئے اس کو دیکھیں اور پھر مجھے بتائیں۔ آپ کا ڈاک کا خرچ آدھا ہوسکتا ہے۔

معاون صدر (برائے واقفات نو) نے اپنی رپورٹ دیتے ہوئے بتایا کہ 1456 واقفات نو ہیں ۔ حضور انور کے دریافت فرمانے پر کہ 15 سال کی اوپر کی کیا تعداد ہے؟ یہ رپورٹ پیش کی گئی کہ 15 سال سے اوپر 381 ہیں۔ اور ان میں سے 355 واقفات نو نے اپنے وقف کے فارم بھر دیئے ہیں۔ اور کچھ ایسی ہیں جو ابھی 15 سال کی ہوئی ہیں اور انہوں نے ابھی فارم بھرنے ہیں۔

حضور انور کی خدمت میں یہ رپورٹ پیش کی گئی کہ بعض ایسی ہیں جو 15 سال سے اوپر ہیں لیکن وہ میٹنگز، اجلاسات میں نہیں آتیں اور مرکز سے ان کا رابطہ بھی نہیں ہے۔ اس پر حضور انور نے فرمایا کہ ان کے نام مجھے لکھ کر بھیجیں تا کہ ان کو وقف نو سے فارغ کیا جائے۔

حضور انور کی خدمت میں رپورٹ پیش کی گئی کہ واقفات نو کو کہا گیا ہے کہ انہوں نے جس لائن میں بھی جانا ہے حضور انور سے اس کی اجازت لیں۔ ان کو یہ بھی بتایا گیا ہے کہ جب تعلیم سے فارغ ہوں تو مرکز لکھیں کہ ہم فارغ ہو گئے ہیں ہم کیا کریں؟ حضور انور نے فرمایا ان کی کونسلنگ صحیح ہونی چاہئے۔

حضور انور نے ایک سوال پر فرمایا کہ ظاہر ہے جو اجلاسوں میں نہیں آتیں ان کے ماں باپ نہیں آتے ہوں گے۔ حضور انور نے فرمایا کہ ماں باپ کسی کا بھی اخراج ہو اس کا بچہ وقف نو میں نہیں رہے گا۔

حضور انور نے فرمایا: اگر خاوند کا اخرج ہوا ہے اور اس کی بیوی جماعتی عہدیدار ہے تو اس کو عہدہ سے فارغ کریں گو کہ بیوی کا قصور نہیں ہے لیکن اس کا اثر باقیوں پر پڑ سکتا ہے۔ تو ایسی صورت میں باقاعدہ اجازت لے کر الیکشن کروائیں یا نامزدگی کریں۔

معاون صدر (برائے سمعی وبصری) سے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے MTA کے لئے تیار کئے جانے والے پروگراموں کے بارہ میں دریافت فرمایا کہ کس طرح پروگرام بناتی ہیں۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں رپورٹ پیش کی گئی کہ مہینے میں چار گھنٹے کے پروگرام تیار کئے جاتے ہیں۔ ہمارا ارادہ ہے کہ دس گھنٹے کے پروگرام تیار کر کے دیا کریں ۔ ہمارے جرمن زبان میں ڈسکشن پروگرام ہوتے ہیں اور بچوں کے پروگرام بھی تیار کرتے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ یہ Monitor کرنا بھی آپ کا پروگرام ہے کہ جتنے پروگرام بھی آپ نے بنائے ہیں اور مرکز کو بھجوائے ہیں کیا وہ MTA پر نشر ہوئے ہیں۔ یا کتنے نشر ہوئے ہیں۔ اگر نہیں ہوئے تو ان میں کیا کمی تھی اور اس کمی کو کس طرح دور کرنا ہے۔ یہ سب چیزیں دیکھنا آپ کا کام ہے۔

معاون صدر (برائے رشتہ ناطہ) سے حضور انور نے دریافت فرمایا کہ آپ نے کتنی تعداد پر مشتمل لسٹ بھیجی ہے۔ اگر آپ نے نیا عہدہ سنبھالا ہے تو کیا گزشتہ سال کا ریکارڈ نہیں دیکھا۔ فرمایا آپ کی فہرست تیار ہونی چاہئے۔

حضور انور نے ہدایت دیتے ہوئے فرمایا کہ آپ سیمینار منعقد کریں اور دیکھیں کہ رشتے کیوں ٹوٹتے ہیں۔ آپس میں بیٹھ کر ڈسکشن ہو۔ جن کے رشتے ٹوٹتے ہیں ان کی کونسلنگ ہو۔ نئی لڑکیاں جو کالج اور یونیورسٹی میں ہیں ان سے پوچھیں کہ تمہاری کیا تجاویز ہیں۔ کس طرح رشتوں میں بہتری پیدا کر سکتے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا جلسہ سالانہ کے موقع پر دفتر بنایا ہوتا ہے اس میں کچھ رکھا ہوتا ہے تو اس میں کیا کام کرتے ہیں ۔ حضور انور کی خدمت میں رپورٹ پیش کی گئی کہ جلسہ کے موقع پر ہم صرف فارم اور کوائف وغیرہ وصول کرتے ہیں۔

حضور انور نے ہدایت فرمائی کہ رشتہ ناطہ کی میٹنگ میں لجنہ کا نمائندہ بھی ہونا چاہئے۔

سیکرٹری مال نے حضور انور کے ارشاد پر اپنی رپورٹ پیش کرتے ہوئے بتایا کہ 8375 ممبرات لجنہ کے بجٹ میں شامل ہیں ۔ جو کام کرنے والی خواتین ہیں ان کی تعداد 392 ہے اور لجنہ کا سالانہ بجٹ 3,90,890 یورو ہے جس میں سے دو لاکھ 13 ہزار 350 یورو ممبری چندہ (چندہ مجلس) ہے۔

سیکرٹری مال نے بتایا کہ کمانے والوں کی تعداد صحیح طرح سامنے نہیں آرہی۔ حضور نے فرمایا کہ یہ کہنا چاہئے کہ اگر اپنی آمد کے مطابق نہیں دینا تو نہ دو لیکن سچ بولو، جھوٹ نہیں بولنا۔

حضور انور نے فرمایا: آپ کا اجتماع کا خرچ ایک لاکھ 55 ہزار یورو زیادہ ہے۔ اس پر حضور انور کی خدمت میں رپورٹ پیش کی گئی کہ اجتماع اسی جگہ ہوتا ہے جہاں جلسہ سالانہ ہوتا ہے۔ بڑا خرچ مارکیز (Marques) کا ہے۔ پھر ناصرات کی مارکی علیحدہ ہوتی ہے اور ضیافت کی مارکی علیحدہ ہوتی ہے۔ پارکنگ کا کرایہ بھی ہے اور دوسرے بہت سے اخراجات ہیں اور پھر اجتماع میں شامل ہونے والی لجنہ اور ناصرات کی تعداد ساڑھے چار ہزار کے لگ بھگ ہوتی ہے۔

سیکرٹری مال نے حضور انور سے اجازت چاہی کہ ہمارا کام بہت پھیل چکا ہے۔ کیا ''ایڈیشنل سیکرٹری مال'' کا تقرر کرلیا جائے۔

حضور انور نے فرمایا کہ ایڈیشنل سیکرٹری مال کے سپرد کیا کام کریں گی۔ آپ کی جو نائبات ہیں ان سے کام لیں۔ ایڈیشنل کا مطلب ہے کہ کام تقسیم کرنا ہے۔ یعنی

کچھ کام آپ کریں گی اور کچھ کام وہ کریں گی۔ اس طرح شعبہ کا کام دو حصوں میں تقسیم ہو جائے گا۔ اگر کام تقسیم نہیں کرنا تو پھر سمجھدار نائبات رکھیں۔

حضور انور نے فرمایا نائبات رکھیں۔ تین چار نائبات رکھی جاسکتی ہیں ان کے سپرد کام کریں۔ ایڈیشنل سیکرٹری مال کی ضرورت نہیں ہے۔

کیش رقم کے بارہ میں سیکرٹری مال نے بتایا کہ کیش رقم چار ہزار یورو ہوتی ہے۔ حضور انور نے فرمایا کہ تین ہزار یورو تک کیش کی Limit رکھیں اس سے زیادہ نہیں رکھنا۔ نیز کیش والا معاملہ ایک ہاتھ میں رہنا چاہئے۔ اگر ایمرجینسی ہے اور کوئی ادائیگی کرنی ہے تو پھر صدر کے پاس چابی ہونی چاہئے۔ صدر نکال کر دے سکتی ہے۔ صدر اپنا نوٹ لکھ کر رکھ دے گی کہ اتنی رقم یہاں سے لی ہے اور فلاں کو دی ہے۔

سیکرٹری تربیت نے اپنی رپورٹ پیش کرتے ہوئے بتایا کہ تربیتی کلاسز شروع کی ہیں۔ 261 مجالس میں سے 171 مجالس میں کلاسز لگ رہی ہیں اور ہر مہینہ ایک کلاس ہوتی ہے۔ ان کلاسز میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے وہ خطابات بھی پڑھائے جاتے ہیں جو حضور انور نے لجنہ سے کئے ہوتے ہیں۔ حضور انور نے کینیڈا کے جلسہ میں، یوکے میں اور جرمنی میں لجنہ سے جو خطاب فرمائے تھے وہ ان کلاسز کے پروگراموں میں شامل کئے جاتے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا: **دنیا کے کسی ملک کے دورہ میں یا خطبہ میں یا تقریر میں لجنہ کے تعلق میں کوئی ہدایت ہوتی ہے تو جو اچھی مجالس ہیں وہ ان ہدایات کو لے کر Points نکالتی ہیں اور پھر ان کے مطابق اپنے پروگرام بناتی ہیں۔ جرمنی میں ایسا نہیں ہوتا۔**

سیکرٹری تربیت نے بتایا کہ ہر ماہ حضور انور کے خطبات کے Points نکال کر بتائے جاتے ہیں اور دہرائی کروائی جاتی ہیں۔ ہماری رپورٹس کے مطابق چھ ہزار سے کم تعداد سن رہی ہے۔

MTA سننے والوں کی تعداد کے بارہ میں حضور انور نے استفسار فرمایا کہ براہ راست سننے والے کتنے ہیں اور خلاصہ لکھ کر جو جاتا ہے وہ کتنی ہے جو سنتی ہیں اور ان تک یہ پہنچتا ہے۔

سیکرٹری تربیت نے بتایا کہ اجلاسوں میں صدران یہ خلاصہ بیان کرتی ہیں۔ حضور انور نے فرمایا کہ خلاصہ سے تو پوری طرح پتہ نہیں چلتا۔ مثلاً ایک فقرہ کئی مرتبہ دہرایا جاتا ہے اور ہر دفعہ مختلف زاویہ اور پہلو سے ہوتا ہے لیکن خلاصہ میں تو یہ چیز اس طرح نہیں آتی۔

پورا خطبہ جمعہ سن کر اپنی سوچ کے مطابق جو اخذ کرتا ہے وہ بالکل اور ہوتا ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ جو پڑھی لکھی خواتین ہیں وہ خطبہ کے Points نوٹ کریں پھر آپ کو منظوری کے لئے دیں۔ آپ اس کا جائزہ لیں کہ خلاصہ میں خطبہ کے تمام اہم Points آگئے ہیں۔ اس کے بعد جب تسلی ہو تو پھر مجالس کو بھجوایا جائے۔

اگر مختلف مجالس میں ہر ایک نے اپنی مرضی سے خلاصہ نکالا تو پھر دیکھنا پڑے گا کہ اس نے کیا اخذ کیا ہے۔ پھر خلاصہ نکالنے والی کی تعلیمی قابلیت دیکھنی پڑے گی۔ اگر کسی کی معمولی تعلیم ہے اور دینی بیک گراؤنڈ نہیں ہے تو وہ کچھ کا کچھ خلاصہ بنا دے گی۔ جو کم پڑھی لکھی ہیں وہ اپنی مرضی کا خلاصہ بنائیں گی۔ اس طرح ہر مجلس میں اپنے اپنے طور پر مختلف خلاصے پیش کر رہے ہوں گے۔

حضور انور نے ہدایت دیتے ہوئے فرمایا کہ وحدت اور یکسانیت پیدا کرنے کے لئے مرکزی سطح پر ہونا چاہئے۔ اگر خلاصہ نکالنا ہے اور مجالس کو دینا ہے تو پھر مرکزی سطح پر ہو اور پھر اس کو تمام مجالس کو بھجوایا جائے۔

حضور انور نے فرمایا: ہفتہ میں جو ایک گھنٹہ کا خطبہ ہوتا ہے اس کا اثر باقی چھ دنوں میں جاری ہو جاتا ہے۔ جُگالی کرتے رہیں تو اثر قائم رہتا ہے۔ جن گھروں میں دینی ماحول ہے اور جماعتی خدمت کر رہے ہوتے ہیں تو وہاں اثر قائم رہتا ہے۔

حضور انور نے فرمایا: یہ بھی دیکھنے والی بات ہے کہ جن گھروں میں اعتراض ہو رہے ہوتے ہیں تو وہاں نوجوان بچے کیا اثر لیں گے۔ یہ بھی سنا ہے کہ نئی صدر لجنہ بنا کے خود ہی خلیفۂ وقت نے اصول توڑ دئے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ یہ اصول دوسروں کے لئے ہیں۔ کانسٹی ٹیوشن میں لکھا ہوا ہے کہ خلیفۂ وقت کے لئے کوئی اصول نہیں ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ یہ دیکھیں کہ جن گھروں میں اعتراض ہوتے ہیں، نظام پر تنقید ہوتی ہے تو لجنہ اصلاح کا کام کروا سکتی ہے۔ خواتین کا گھروں میں زیادہ آنا جانا ہوتا ہے۔ مردوں کا اس طرح گھروں میں آنا جانا نہیں ہوتا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں رپورٹ پیش کی گئی کہ 800 کی تعداد میں سے 300 نے تعاون شروع کر دیا ہے۔ حضور انور نے فرمایا عہدیداران سے گلے شکوے ہوتے ہیں، معمولی شکوے ہوتے ہیں، دور کرنے چاہئیں۔

حضور انور نے فرمایا اگر کسی عہدیدار کی بیعت کی ہے تو پھر بیشک نہ ملو، بیشک تعاون نہ کرو لیکن اگر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت کی ہے تو پھر اگر کوئی شکوہ ہے تو خلیفۂ وقت کے سامنے بیان کرو۔

حضور انور نے فرمایا: یوکے لجنہ کی سیکرٹری تربیت صفیہ سلام نے ایک سوالنامہ تیار کیا تھا اور پھر مختلف جگہوں سے عورتوں اور بچوں سے جوابات حاصل کئے۔ ان سوالوں کی بنیاد پر جو معلومات حاصل ہوئیں مَیں نے یوکے جلسہ، جرمنی جلسہ اور لجنہ یوکے کے اجتماع پر تقریر کی تھی۔ اب آپ کی طرف سے بھی آئے گا کھل کر مسائل پتہ کریں، ان کی سوچیں کیا ہیں، عورتوں اور بچیوں کی، مسئلہ یہ ہے کہ مختلف طبقوں کے لوگ ہیں جو اکٹھے ہوئے ہیں۔ ان پڑھ بھی ہیں اور پڑھے ہوئے بھی ہیں۔ لیکن آئندہ نسل ٹھیک ہو جائے گی۔ پڑھی لکھی ہوئی ہوگی۔ لیکن اب ڈیل (Deal) کرنا پڑے گا۔

حضور انور نے فرمایا کہ امریکہ میں مَیں نے ذکر کیا تھا کہ کس طرح 12 سال کی لڑکیوں کو حجاب کی طرف مائل کریں۔ مَیں نے انہیں بتایا تھا کہ بچے کی تربیت تو اس کی پیدائش سے شروع ہو جاتی ہے۔ پیدائش کے بعد کانوں میں اذان دی جاتی ہے۔ پھر تین سال کی عمر سے بچے کو ایسا لباس پہنائیں کہ احساس ہو کہ ڈھکا ہوا لباس ہے۔ تو پھر یہی لباس عمر کے بڑھنے کے ساتھ ساتھ آگے چلے گا۔ اور بچیاں بڑی عمر میں جا کر بھی ایسا ہی لباس پہنیں گی جو سارے جسم کو ڈھانپ رہا ہوگا۔ کیونکہ بچپن سے اس کی عادت آپ نے ڈالی ہوگی۔ لیکن اگر چھوٹی عمر میں ایسا لباس پہنایا ہے جس سے جسم ڈھکا ہوا نہیں ہے اور پھر بعد میں بھی بچی اسی طرح کا لباس پہنتی رہے گی جس سے جسم پوری طرح ڈھکا ہوا نہیں ہوگا تو پھر 11-12 سال کی عمر میں کہے گی کہ یہی میرا لباس ہے۔

حضور انور نے فرمایا: جین کے بارہ میں مجھ سے سوال کیا جاتا ہے۔ میرا جواب یہ ہوتا ہے کہ جین پہننا منع نہیں ہے بشرطیکہ قمیص اتنی لمبی ہو کہ ننگ ڈھانپا ہوا ہو۔ جین کے ساتھ چھوٹی قمیص پہننے کی اجازت نہیں ہے۔

حضور انور نے فرمایا: اتنی شرم و حیا ہونی چاہئے کہ لباس مکمل ہو اور ننگ نہ ہو۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے اس واقعہ کا ذکر فرمایا جس کا بیان قرآن کریم میں سورۃ القصص میں ہوا ہے کہ جب آپ مدین کے پانی کے گھاٹ پر پہنچے اور دو عورتوں کے جانوروں کو پانی پلایا۔ بعد میں ان میں سے ایک "تَمْشِیْ عَلَی اسْتَحْیَآءٍ" حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس حیاء سے لجاتی ہوئی آئی۔

حضور انور نے فرمایا اصل حیا ہی ہے۔ یہ ماؤں کا فرض ہے کہ بچیوں کی تربیت کریں اور ان کے ذہنوں میں ڈالیں اور ان کو بتائیں کہ یہ نقصانات ہیں اور یہ فوائد ہیں۔ حضور انور نے فرمایا شرمانے کی بات نہیں ہے۔ بچیوں کے ساتھ چھوٹے چھوٹے لیول پر میٹنگ کریں اور ان کو سمجھائیں اور ان سے پوچھیں کہ ان مسائل سے رکنے کے لئے کیا تجویزیں ہیں تو اس طرح ان کو کچھ خیال تو آئے گا۔ حضور انور نے فرمایا: جرمن احمدی لڑکیاں حجابوں کو اپنا رہی ہیں اور جو اپنی ہیں وہ چھوڑ رہی ہیں۔ ربوہ سے آتی ہیں تو نقاب ہوتا ہے اور یہاں آکر سکارف ہو جاتا ہے۔

اس سوال کے جواب پر کہ کیا جو عورت پردہ نہیں کرتی وہ عہدیدار بن سکتی ہے؟

حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ عہدیدار تو قرآن کریم کی تعلیم کے مطابق باپردہ ہونا چاہئے۔ عہدیدار کا ماتھا اور بالوں کا پچھلا حصہ پوری طرح ڈھانکا ہوا ہو۔ جسم کی نمائش نہ ہو جو قرآن کریم کی تعلیم ہے۔ اس کے مطابق عمل ہے تو عہدیدار بن سکتی ہے ورنہ نہیں۔ خواہ کوئی پڑھی لکھی ہو، کتنا ہی کام کرنے والی ہو وہ عہدیدار نہیں بن سکتی جب تک کہ پردہ نہ۔

اس سوال کے جواب پر کہ جو بچیاں پروگراموں، اجلاسات میں شامل نہیں ہوتیں۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ نصیحت کرتے چلے جائیں اور والدین کو سمجھائیں۔ جماعتی طور پر کوشش کریں۔ امیر صاحب کے ذریعہ والدین کو کہلوائیں۔ پھر مجھے لکھیں کہ یہ یہ کمیاں ہیں اور یہ معلومات ہیں اور یہ حالات ہیں۔

حضور انور کی خدمت میں یہ عرض کیا گیا کہ بعض خاوند ایسے ہیں جو پردہ میں روک بنتے ہیں۔ حضور انور نے فرمایا کہ ان خواتین سے پوچھیں کہ خاوندوں سے باقی باتیں منواتی ہو تو یہ بھی منوالو۔ یہ تو سب بہانے ہیں۔ جب دل چاہ رہا ہوتا ہے تو پردہ کر لیتی ہیں۔ ورنہ اپنے خاوند کو کہیں کہ اگر ساتھ لے کر جانا ہے تو پردہ کے ساتھ لے کر جاؤ ورنہ نہیں لے کر جانا تو نہ لے کے جاؤ۔

ایک سوال کے جواب میں حضور انور نے فرمایا MTA کے پروگراموں میں پردہ کے ساتھ آنا ہے۔ ننگے چہرہ کے ساتھ نہیں آنا۔

حضور انور نے فرمایا جرمنی کی خواتین نے اور افریقن خواتین نے پردہ میں ترقی کی ہے اور آپ پیچھے جاری ہیں۔ ابھی چند دن پہلے ایک جرمن لڑکی ملاقات میں آئی تھی۔ اس کا بڑا اچھا پردہ تھا۔ ایک انگریز لڑکی یوکے میں آکسفورڈ یونیورسٹی میں PHD (پی ایچ ڈی) کر رہی ہے اس کا اتنا اچھا پردہ ہے اس کو تو شرم نہیں آتی۔

سیکرٹری تحریک جدید، وقف جدید سے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے چندہ وقف جدید کی رپورٹ کے بارہ میں دریافت فرمایا۔ جس پر حضور انور کو بتایا گیا کہ لجنہ جرمنی کے دو لاکھ 72 ہزار 700 یورو کے وعدے ہیں۔ حضور انور نے فرمایا کہ زور دو تا کہ ادائیگی ہو جائے۔

ایک سوال کے جواب میں حضور انور نے فرمایا "وقف جدید" کے ننھے مجاہد ہوتے ہیں "تحریک جدید" کے نہیں۔

محاسبہ نے اپنی رپورٹ پیش کرتے ہوئے بتایا کہ فائلوں کی پڑتال کرتی ہوں اور حساب درست کرواتی ہوں۔ اس کے علاوہ لجنہ جرمنی کی تاریخ مرتب ہو رہی ہے اس سلسلہ میں بھی کام کر رہی ہوں۔

معاون صدر (برائے وصیت) سے حضور انور نے دریافت فرمایا کہ موصیات کی تعداد کیا ہے۔ حضور انور کی خدمت میں رپورٹ پیش کی گئی کہ موصیات کی تعداد 2577 ہے جس میں سے 2006 ایسی خواتین ہیں جو جیب خرچ پر چندہ وصیت ادا کرتی ہیں اور 568 کمانے والی خواتین ہیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ وصیت کے معیار کو بڑھائیں۔ نوجوان لڑکیوں میں وصیت کے معیار کو بڑھائیں گی تو آپ کے تربیتی مسائل بھی حل ہو جائیں گے۔

بعد ازاں **سیکرٹری صحت جسمانی** کی اسسٹنٹ، مدیرہ رسالہ لجنہ اور شعبہ **ہیومینیٹی فرسٹ** کی کارکنہ نے اپنے شعبوں کا تعارف کروایا۔

سیکرٹری تبلیغ سے حضور انور نے دریافت فرمایا کہ آپ نے کیا ٹارگٹ رکھا ہے۔ حضور انور نے فرمایا ابھی کام شروع کئے ایک مہینہ گزرا ہے ٹارگٹ خود بنا لیں۔ اور تبلیغ کے لئے نئے راستے نکالیں۔ جو سٹوڈنٹ ہیں وہ سٹوڈنٹ سے رابطہ کریں۔ شہروں سے باہر نکلیں اور چھوٹی جگہوں پر جا کر تبلیغی سیمینار کریں اور عورتوں سے رابطہ کریں۔

حضور انور نے فرمایا کہ مکس گیدرنگ میں مَیں نے کھانے پینے کی اجازت نہیں دی۔ کھانے پینے کے علاوہ اگر پورے پردہ میں ہوں تو پھر صرف بیٹھنے کی اجازت ہے۔ کھانے پینے کی ہرگز نہیں۔ کھانے کے وقت پردہ میں سکرین کے پیچھے جا کر کھانا کھائیں۔ حضور انور نے فرمایا کسی کے اعتراض سے ڈر کر ہم نے اسلامی تعلیم کا حکم ختم نہیں کر دینا۔ سوال یہ نہیں کہ کوئی دیکھتا ہے یا نہیں۔ سوال یہ ہے کہ حجاب ختم ہو جاتا ہے۔ مکس ہونے کی جو روک ہے وہ ختم ہو جاتی ہے۔ جب یہ روک ختم ہوتی ہے تو پھر دوستیاں ہو جاتی ہیں اور خرابیاں پیدا ہوتی ہیں۔

حضور انور کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ بعض دفعہ مرد سلام کرتے ہوئے عورتوں سے ہاتھ ملاتے ہیں اور یہ بات ہماری تبلیغ میں روک بنتی ہے اور ہم پر اعتراض ہوتے ہیں۔ حضور انور نے فرمایا مردوں کی اصلاح کی ضرورت ہے۔ مرد سلام کرنے میں عورتوں سے ہاتھ ملاتے ہیں تو مردوں کو بتائیں کہ آپ ہماری تبلیغ میں روک بنتے ہو۔

حضور انور کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ بعض احمدی سمجھتے ہیں کہ دین میں کوئی جبر نہیں اس لئے ہماری مرضی ہے ہم آزاد ہیں، ہم اپنی مرضی کا پردہ کریں، اپنی مرضی کا لباس پہنیں۔

حضورانور نے فرمایا کہ لَاۤ اِکۡرَاہَ فِی الدِّیۡنِ دین میں کوئی جبر نہیں ہے۔اس کا یہ مطلب نہیں ہے ورنہ سارے احکامات ختم ہو جاتے ہیں۔ نہ نماز پڑھو، نہ روزہ رکھو۔جبر کا مطلب یہ ہے کہ غیر مسلموں کے لئے جبر نہیں ہے۔جو لوگ اسلام قبول کرتے ہیں ان پر قبولیت کے لئے کوئی جبر نہیں۔لیکن جب تم دین اسلام قبول کرتے ہو تو اس عہد کے ساتھ آئے ہو کہ جو بھی احکام ہیں ان کی پابندی کروں گا۔جس کو منظور ہے وہ آئے۔جس کو منظور نہیں وہ نہ آئے۔ جو باہر جانا چاہتا ہے اس کے لئے رستہ کھلا ہے چلا جائے۔زبردستی کسی کو احمدی نہیں بنایا جاسکتا۔

سیکرٹری تجنید نے بتایا کہ ہماری لجنہ کی تجنید 8622 ہے۔

سیکرٹری اشاعت کو حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ہدایت فرمائی کہ آپ نے جو بھی رسالہ نکالنا ہے مجھے بتائیں۔ پھر بتاؤں گا کہ کس کو چیک کروانا ہے۔ رسالہ کے ایڈیٹوریل بورڈ کے بارہ میں ایک سوال کے جواب میں حضورانور نے فرمایا کہ ایڈیٹوریل بورڈ کوئی بھی ہوسکتا ہے۔ صدر صاحبہ لجنہ کسی کو بھی بنا سکتی ہیں۔ جرمن ایڈیٹوریل بورڈ الگ ہوگا جو کام بھی اس بورڈ سے لینا چاہیں لے سکتی ہیں۔

ایک سوال کے جواب میں حضور انور نے فرمایا کہ اشاعت اسلام کے لئے سود جائز ہے۔لیکن حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ بھی فرمایا ہے کہ ایک وقت ایسا آئے گا کہ سود اشاعت اسلام کے لئے جائز نہیں ہوگا۔ چندے اتنے آجائیں گے کہ ضرورت نہیں رہے گی۔

حضور انور نے فرمایا کہ جن لڑکیوں کی جرمن زبان بہت اچھی ہے ان سے مضامین لکھوائیں۔ان کی ٹریننگ ہو جائے گی کہ کس طرح جماعتی روایات کے اندر رہتے ہوئے مضامین لکھنے ہیں۔

سیکرٹری خدمت خلق نے اپنی رپورٹ پیش کی تو حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ نے صدر صاحبہ لجنہ سے فرمایا کہ شعبوں کو بجٹ دیا کریں تاکہ یہ خدمت خلق کے کام کریں۔ حضورانور نے سیکرٹری خدمت خلق کو ہدایت دی کہ اپنا لائحہ عمل بنائیں۔اور پھر اپنے پروگرام کی صدر صاحبہ سے منظوری لیں۔

سیکرٹری ناصرات نے رپورٹ پیش کرتے ہوئے بتایا کہ ہماری 2340 کی تجنید ہے اور 261 مجالس ہیں۔مجالس میں اجلاسات ہوتے ہیں اور ناصرات کے پروگرام ہوتے ہیں۔

سیکرٹری صنعت و دستکاری نے بتایا کہ نمائش وغیرہ لگائی جاتی ہیں۔

سیکرٹری تعلیم سے حضور انور نے دریافت فرمایا کہ اس سال کا کیا پروگرام ہے؟ حضور انور نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کوئی کتاب مقرر کرلیں۔اگر جرمن زبان میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کوئی کتاب نہیں ہے تو اقتباسات دیئے جاسکتے ہیں۔ کتاب شرائط بیعت کا ترجمہ جرمن زبان میں ہو چکا ہے۔ اس میں بہت سے اقتباس آگئے ہیں وہاں سے ایک ایک دو دو کر کے دیئے جاسکتے ہیں۔

حضورانور کی خدمت میں رپورٹ پیش ہوئی کہ جماعت نے بھی ایک کتاب مقرر کی ہوئی ہے۔حضورانور نے فرمایا ٹھیک ہے لیکن جماعت کا اپنا پروگرام ہے، لجنہ اپنا پروگرام بھی بنا سکتی ہے اور جماعتی پروگرام کے ساتھ ساتھ اپنے طور پر بھی کوئی کتاب یا کوئی حصّہ پڑھنے کے لئے مقرر کرسکتی ہے۔

حضورانور نے فرمایا: آپ کو ہر مہینے کچھ نہ کچھ مطالعہ کے لئے اپنی مجالس کو دینا چاہئے۔خواہ کتاب کے دو صفحے پڑھیں۔ اس سے پڑھنے کی عادت پڑ جائے گی۔

لجنہ ویب سائٹ کی انچارج کو حضورانور نے فرمایا کہ عاملہ کی سیکرٹریان کو پروگرام بنا کر دیں۔آپ کی مرکزی عاملہ کس طرح فوری طور پر صدران مجالس سے Communicate کرسکتی ہے۔ اس طرح کام میں تیزی آئے گی۔

حضور انور نے فرمایا ماہانہ رپورٹ جو مجھے بھیج رہے ہیں اس پر بھی کام جلدی کرلیں اور ویب سائٹ کا یہ شعبہ جنرل سیکرٹری کے ساتھ Attach ہو۔

سیکرٹری ضیافت اور قائم مقام صدر لجنہ فرینکفرٹ نے اپنے شعبوں کا تعارف کروایا۔

سیکرٹری تربیت نومبائعات سے حضور انور نے دریافت فرمایا کہ اس وقت کتنی نومبائعات آپ کے رابطہ میں ہیں۔حضورانور کی خدمت میں رپورٹ پیش کی گئی کہ کل 55 نومبائعات سے ہمارا رابطہ ہے جن میں سے 27 جرمن خواتین ہیں، 9 ٹرکش ہیں۔ پاکستان اور انڈیا سے تعلق رکھنے والی سات ہیں۔جبکہ باقی مختلف اقوام کی ہیں۔ یہ سب جس جس حلقہ میں ہیں وہاں کی مجالس نے ان سے رابطہ رکھا ہوا ہے۔

حضور انور نے فرمایا: جو رابطہ میں نہیں ہیں اور آپ کے پروگراموں میں نہیں آتی ان سے پوچھ لیں اگر نہیں آنا چاہتی تو واضح کر دیں اور ہمیں بتادیں تاکہ ہم اپنی تجنید سے نکال دیں۔

حضورانور نے فرمایا: جو پرانی نومبائعات ہیں ان کی تعلیم و تربیت کا پروگرام عام جماعتی پروگرام سے کم ہو لیکن نئی نومبائعات کے پروگرام سے زیادہ ہو۔ حضور انور نے فرمایا اپنی تمام مجالس کی سیکرٹریان نومبائعات کو توجہ دلائیں کہ اپنے اپنے حلقہ کی نومبائعات کو اب جلد نظام کا حصّہ بنائیں۔

حضورانور نے ہدایت دیتے ہوئے فرمایا کہ آپ کے اجلاسات کے آدھے پروگرام جرمن زبان میں ہونے چاہئیں تاکہ ان کو احساس ہو کہ ہم نظام کا حصّہ ہیں۔حضورانور نے فرمایا اپنے شعبہ کے ماتحت ان کی علیحدہ کلاس بھی کرلیا کریں۔

حضورانور کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ انتخاب کے بعد شکایت آجاتی ہے کہ پراپیگنڈہ ہوا ہے۔اس پر حضورانور نے فرمایا کہ جب ایسی شکایت آتی ہے تو پھر کمیشن بنائیں۔ اگر شکایت ثابت ہو جائے تو اس کو فارغ کریں اور نیا انتخاب ہو۔

ایک سوال کے جواب میں حضور انور نے فرمایا: اگر بوڑھی عورتیں ہیں اور مجبوری سے کسی دوسرے کے خرچ پر ہیں اندر کی حالت تو کوئی نہیں جانتا تو ان سے چندہ مجلس نہ لیں۔پس یہ ہے کہ یہ عہدیدار نہیں بن سکتیں۔

لجنہ اماء اللہ جرمنی کے رسالہ ''خدیجہ'' کی مدیرہ نے دریافت کیا کہ کیا اشاعت کا کوئی چندہ ہے؟ اس پر حضور انور نے فرمایا اشاعت کا کوئی چندہ نہیں ہے۔لجنہ کا اتنا بڑا بجٹ ہے۔صدر لجنہ اور سیکرٹری مال کو چاہئے کہ اس بجٹ میں اشاعت کے لئے بھی نکالیں۔اگر شوریٰ میں کوئی فیصلہ نہیں ہوا تو مجلس عاملہ میں رکھ کر اپنے لئے کوئی فیصلہ کریں۔

ایک سوال کے جواب میں حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اگر انتخاب کے بعد کوئی معذرت کرتی ہے اور اگر کوئی جائز وجہ ہے تو مجھے لکھ کر فیصلہ لیں کہ اس معذرت کرنے والی کو آئندہ کام کرنے کی اجازت ہوگی یا نہیں۔

اسی طرح اگر کوئی عہدیدار اپنی منظوری ہو جانے کے بعد معذرت کرتی ہے تو پھر اس عہدہ کا انتخاب دوبارہ کروایا جائے۔حضور انور نے فرمایا حالات کے مطابق فیصلہ ہوگا کہ دوبارہ انتخاب ہو یا جو پہلے انتخاب میں نمبر 2 پر ہے اس کو نامزد کیا جائے۔

حضور انور نے ایک سوال کے جواب میں فرمایا کہ اگر قواعد کے مطابق کوئی بقایا دار ہے اور وہ انتخاب کے اعلان کے بعد جمع کرواتا ہے تو وہ انتخاب میں حصہ نہیں لے سکتا۔

یونیورسٹی میں تبلیغی پروگراموں کے انتظام اور سیمینارز کے انعقاد کے بارہ میں حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ہدایت دیتے ہوئے فرمایا کہ یونیورسٹی میں جو تبلیغی پروگرام ہوں گے اس میں لڑکے بھی آجائیں گے اور لڑکیاں بھی ہوں گی۔حضورانور نے فرمایا پھر آپ کو پردہ میں رہ کر لیکچر دینا پڑے گا۔یا یہ بھی ہوسکتا ہے کہ آپ کسی احمدی طالبعلم کے ذریعہ یا اپنے کسی عالم کو بلا کر لیکچر دلوائیں۔

حضور انور نے فرمایا یونیورسٹیوں میں احمدی لڑکیاں یہ خیال رکھیں کہ لڑکوں کے ساتھ علیحدہ بیٹھ کر گپ شپ نہ لگائیں۔اس سے دوستیاں بڑھتی ہیں اور پھر اِدھر اُدھر بازاروں میں جانا شروع ہو جاتا ہے۔ یونیورسٹی میں اپنی پڑھائی کے سلسلہ میں اگر کسی طالبعلم سے کوئی مدد لینی ہے تو اس میں روک نہیں۔ جہاں تک یونیورسٹی میں انفرادی تبلیغ کا تعلق ہے اس بارہ میں پہلے ہی ہدایت دی ہوئی ہے کہ لڑکیاں لڑکیوں کو تبلیغ کریں اور لڑکے لڑکوں کو تبلیغ کریں۔

سیکرٹری صحت جسمانی کو حضور انور نے ہدایت دیتے ہوئے فرمایا کہ جو 30 سال سے اوپر کی خواتین ہیں ان کے لئے لیکچر کا انتظام کروائیں، سیمینار کروائیں تاکہ یہ اپنی صحت کا خیال رکھیں۔ڈاکٹرز سے، ہارٹ سپیشلسٹ سے لیکچر کروایا جاسکتا ہے۔عورتوں کو عورتوں سے لیکچر کروایا جاسکتا ہے، کسی لیڈی ڈاکٹر سے کروایا جاسکتا ہے۔

اس میٹنگ کے آخر پر ایک سوال کے جواب میں حضور انور نے فرمایا کہ حلقہ جات میں، مجالس میں معاون صدر نہیں ہوسکتی۔

نیشنل مجلس عاملہ لجنہ اماء اللہ جرمنی کی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ یہ میٹنگ تقریباً دو گھنٹے جاری رہنے کے بعد سات بج کر پچاس منٹ پر ختم ہوئی۔ میٹنگ کے بعد نیشنل مجلس عاملہ لجنہ اماء اللہ جرمنی نے حضورانور کے ساتھ تصویر بنوانے کی سعادت پائی۔

بعدازاں حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 'مسجد بیت السبوح' میں تشریف لا کر نماز مغرب و عشاء جمع کر کے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

(باقی آئندہ)

بقیہ: حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی ملّی خدمات از صفحہ نمبر 13

تمہارا خلیفہ ہوں اور یہ میرے خلاف باغی ہیں تمہارا مذہبی فرض ہے کہ میری مدد کو آؤ۔چنانچہ خلیفہ کی فوج کے نام سے ایک فوج تشکیل دی گئی جنہوں نے ان ترکوں سے لڑنا شروع کر دیا جو اس وقت مغربی قابض افواج سے نبرد آزما تھے۔اور ترک نے ترک کو مارنا شروع کر دیا اور مغربی افواج جو پہلے دبنا شروع ہوگئی تھیں انہوں نے اس کے نتیجہ میں پھر اپنی گرفت مضبوط کرنی شروع کر دی اور مزید علاقے اپنے قبضہ میں لینے شروع کر دیئے اور ایک مرحلہ پر تو مصطفیٰ کمال پاشا اپنے قریبی ساتھیوں سمیت ایک زرعی سکول میں محصور ہو گئے تھے اور ان کی موت یقینی نظر آنے لگی تھی۔ان دنوں میں مغربی قوتوں کے سامنے یہ بات پیش کرنا کہ سلطان ترکی ہمارے واجب الاطاعت خلیفہ ہیں اور ہم ان کے اختیارات میں کسی قسم کی کمی نہیں دیکھنا چاہتے یہ ان مغربی قوتوں کو تقویت دینے کے مترادف تھا جو ترکی کے اپنے علاقے بھی ہتھیانے کی فکر میں تھیں کیونکہ سلطان ترکی تو پہلے ہی ان سے ہر طرح کا تعاون کر رہے تھے۔اور یہ طریق ان لوگوں کو کمزور کرنے کے مترادف تھا جو اس وقت قابض مغربی افواج سے لڑ کر اپنے ملک کو غلامی سے بچانے کی کوشش کر رہے تھے اور سلطانِ ترکی نے تو ان کی موت کے احکامات جاری کر دیئے تھے۔

(Grey Wolf by H.C.Armstrong,,published by Penguin Book Ltd.May 1938P121-131)

بہرحال اس پس منظر میں جب مغربی افواج کی پوزیشن بہتر ہوئی تو انہوں نے ترکی کے سامنے معاہدے کی ایسی شرائط رکھ کر ان کو تسلیم کرنے پر مجبور کیا جس کے نتیجے میں سلطنتِ عثمانیہ کے دوسرے ممالک تو ایک طرف رہے خود ترکی کے بہت سے اہم علاقے بھی ہتھیا لینے کی شرائط بھی شامل تھیں۔ہم یہ یاد دلاتے جائیں کہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے پہلے ہی تحریکِ خلافت کے قائدین کو متنبہ فرمایا تھا کہ وہ اس بات پر زیادہ زور نہ دیں کہ ترکی کے سلطان ہمارے خلیفہ ہیں بلکہ ترکی کے حقوق کی بات کریں اس کے لئے انصاف کی جدوجہد کریں۔تاریخ شاہد ہے کہ یہ مشورہ قبول کرنے میں ہی بھلائی تھی مگر افسوس ایسا نہیں کیا گیا۔

بہرحال اعلیٰ حکام سے یہ ملاقاتیں بھی ثمر آور ثابت ہوتی نہیں دکھائی دے رہی تھیں۔ ہڑتالیں اور جلسے جلوسوں کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ہندوستان کے مسلمان اب اس مسئلہ پر بہت سرگرم نظر آتے تھے۔

(باقی آئندہ)

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission
Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years
Free management Service
Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF

Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی ملّی خدمات

تحریک خلافت کے دوران حضرت مصلح موعودؓ کی راہنمائی

(ڈاکٹر مرزا سلطان احمد۔ربوہ)

(دوسری قسط)

جیسا کہ پہلے ذکر کیا جاچکا ہے کہ حضرت مصلح موعودؓ نے اس تحریک کو چلانے والوں کو پہلے ہی متنبہ کیا تھا کہ اس تحریک کو ان خطوط پر چلایا جائے کہ یہ بات سامنے نہ رکھی جائے کہ ترکی کے سلطان تمام عالمِ اسلام کے خلیفہ ہیں اور عرب ممالک کی آزادی کو ایک فیصلہ شدہ بات سمجھا جائے اور یہ بات بھی پیشِ نظر رکھنی چاہیے کہ محض جلسے جلوسوں سے مطلوبہ نتائج حاصل نہیں کئے جاسکتے۔نہ ہی محض اشتہارات شائع کر کے یہ کام کیا جاسکتا ہے بلکہ اس کام کے لئے مختلف ممالک میں ایک باقاعدہ جدوجہد کرنی ہوگی۔لیکن جیسا کہ اب تک کے حالات کے جائزہ سے یہ بات سامنے آجاتی ہے کہ اس تحریک کو چلانے والوں نے ان نصائح سے کوئی فائدہ حاصل نہیں کیا تھا۔ اور یہ تحریک ایک جذباتی تحریک کا رنگ اختیار کرتی چلی جارہی تھی جس کا زمینی حقائق سے رابطہ منقطع ہوتا جارہا تھا۔اس کے چند پہلو پیش ہیں۔

اس تحریک کا نعرہ یہ تھا کہ ترکی کے سلطان ہمارے بلکہ تمام عالمِ اسلام کے خلیفہ ہیں۔اس لئے اگر ان کے ساتھ کوئی زیادتی ہوئی تو ہندوستان کے مسلمان اس پر حکومتِ برطانیہ سے عدم تعاون کریں گے،ان کی مصنوعات کا بائیکاٹ کردیں گے اور اپنے خلیفہ کی مدد کو آئیں گے اور سلطنتِ برطانیہ سے ہماری وفاداریاں ختم ہوجائیں گی۔ اب یہ بات ظاہر ہے کہ اگر ان کے نزدیک ترکی کے سلطان خلیفہ تھے تو یقیناً لوگوں پر ان کی اطاعت بھی فرض تھی۔تو اس بات کا جائزہ لینا ضروری ہے کہ اس وقت ترکی کے سلطان کا خود برطانوی حکومت کے ساتھ رویہ کیا تھا۔ یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ اس وقت ترکی کے سلطان وحیدالدین مکمل طور پر برطانوی حکومت کے ساتھ تعاون کررہے تھے۔وہ یہی سمجھتے تھے کہ ان کا مفاد اسی میں ہے کہ وہ مکمل طور پر برطانوی حکومت سے تعاون کریں تاکہ ترکی کو مزید نقصان سے بچایا جاسکے۔اور وہ مکمل طور پر برطانوی افسران سے رابطے میں تھے۔اور اگر انہیں اس بات کی اطلاع ملتی کہ کوئی شخص برطانیہ اور ان کے اتحادیوں کے خلاف منصوبہ بنارہا ہے تو وہ اس بات کی اطلاع برطانوی افسران کو کردیتے تھے اور جب مصطفیٰ کمال پاشا نے اناطولیہ میں برطانیہ اور ان کے اتحادیوں کے خلاف لڑنے کے لئے فوج تشکیل دینا شروع کی تو خلیفہ وحیدالدین نے اس جدوجہد کو دبانے کے لئے اپیل کر کے اپنی فوج تشکیل دی تاکہ اس جدوجہد کو چلانے والوں کو کچل کر وہ برطانیہ اور ان کے اتحادیوں کی مدد کریں۔

اس صورتِ حال کا خلاصہ یہ بنتا ہے کہ ترکی کا خلیفہ تو برطانیہ کی مدد کررہا تھا اور ان کے خلاف اُٹھنے والوں کو فوج کشی کر کے کچل رہا تھا اور اس کی اتباع کرنے والے اس کے نام پر برطانیہ کے خلاف علمِ بغاوت بلند کررہے تھے۔عقل اس انوکھی منطق کو قبول نہیں کرسکتی۔

(GreyWolfbyH.C. Armstrong, published by Penguin Book Ltd.May 1938P109-138)

پھر اس بات کو لے لیں کہ وہ عرب علاقے جو پہلے ترکی کی سلطنتِ عثمانیہ کے ماتحت تھے انہیں اب اس سلطنت کا حصہ بنایا جائے کہ نہیں۔تو ایک پہلو تو یہ ہے کہ یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ ان عرب ممالک میں بسنے والے مسلمان اب ترکی کے ماتحت نہیں رہنا چاہتے تھے۔لیکن دوسرا یہ پہلو بھی قابل توجہ ہے کہ اس وقت سلطنتِ عثمانیہ کے خلیفہ بھی یہ مطالبہ پیش ہی نہیں کررہے تھے کہ عرب ممالک کو ان کے ماتحت رکھا جائے۔ اور نہ ہی ترکی کے سیاستدان،ان کی پارلیمنٹ اور مصطفیٰ کمال پاشا اس بات کا مطالبہ پیش کررہے تھے۔ان کی کوشش تو بس یہی تھی کہ وہ علاقے جو ان کے ملک ترکی کا حصہ ہیں انہیں کسی قیمت پر ترکی سے کاٹا نہ جائے۔اور یہ بڑا معقول مطالبہ تھا۔اب اس زبردستی کے اتحاد کے لئے نہ ترکی والے تیار تھے اور نہ عرب ممالک کے لوگ اور ان کے لیڈر تیار تھے لیکن تحریک خلافت کے قائدین پھر بھی مسلسل سلطنتِ برطانیہ سے یہ مطالبہ کررہے تھے کہ عرب ممالک کو اس سلطنت سے علیحدہ نہ کیا جائے۔اگر اس بات کی بجائے یہ کوشش کی جاتی کہ ان عرب ممالک کو مکمل آزادی ملے اور انہیں کسی مغربی ممالک کے زیرسایہ نہ رکھا جائے تو یہ ایک معقول بات ہوتی۔

پھر یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اس تحریک کے بہت سے قائدین زمینی حقائق سے لاعلم تھے۔جیسا کہ ہم ذکر کر چکے ہیں کہ فروری کے آخر میں جو اجلاس کلکتہ میں ہوا اس میں یہ قرارداد بھی پیش کی گئی کہ مصطفیٰ کمال پاشا خلافت کی حفاظت کے لئے جو کوششیں کررہے ہیں ہم انہیں سراہتے ہیں۔

ترکی کی تاریخ کا ادنیٰ سا علم رکھنے والا بھی جانتا ہے کہ مصطفیٰ کمال پاشا نے کبھی خلافتِ عثمانیہ کو قائم رکھنے کی کوشش کی ہی نہیں تھی۔اس وقت ان کا یہی خیال تھا کہ یہ ایک فرسودہ نظام ہے اور اس کی اس دور میں کوئی جگہ نہیں ہے۔البتہ ان کے بہت سے ساتھی اس بات کے لئے کوشاں رہتے تھے کہ مصطفیٰ کمال پاشا خلیفہ کو کوئی نقصان نہ پہنچائیں اور کم ازکم خلافت بغیر اختیارات کے قائم رہے اور ان کو ساتھ رکھنے کے لئے مصطفیٰ کمال پاشا کو اپنے رویہ کو ذرا نرم کرنا پڑتا تھا۔لیکن ان سب حقائق کے باوجود ہندوستان میں یہ واہ واہ ہورہی تھی کہ مصطفیٰ کمال پاشا نے خلافت کے استحکام کے لئے جو کوششیں کی ہیں ہم انہیں سراہتے ہیں۔

رفتہ رفتہ اس تحریک کی قیادت میں گاندھی جی کا حصہ بڑھتا جارہا تھا حتیٰ کہ خلافت کی حفاظت کے لئے جو جلسے ہورہے تھے ان کی صدارت بھی گاندھی جی کررہے تھے۔اور 1920ء کے اس سیاسی تموج میں اپنے پرائے قائداعظم محمد علی جناح سے کیا سلوک کررہے تھے۔اس کا نقشہ قائداعظم کی سوانح حیات لکھنے والے Wolpert Stanley نے ان الفاظ میں کھینچا ہے۔وہ قائداعظم کے متعلق لکھتے ہیں:

"Though he had presided over the Muslim League only three months earlier, Jinnah did not even bother to attend its Nagpur session, rightly gauging the futility of his opposition to the Gandhi - Khilafat express.He had no more heart for raucous confrontations that bitter December, no stomach left for the names he had been called. He had warned them openly of the futility of thier battle plan,told them honestly of the havoc he correctly anticipated would be unleashed by and against the suddenly politicized masses. Yet every jury, Khilafat conference, Swaraj Sabha, Congress and Muslim League has rejected his arguements as out moded, cowardly, or invalid."

ترجمہ: اگرچہ انہوں نے صرف تین ماہ پہلے مسلم لیگ کی صدارت کی تھی ،جناح نے ناگپور کے اجلاس میں شرکت تک نہیں کی۔وہ اس بات کا صحیح اندازہ لگارہے تھے کہ گاندھی خلافت ایکسپریس کی مخالفت کرنا بے کار ہوگا۔ اس تلخ دسمبر کے دوران وہ جھگڑوں کے لئے تیار نہیں تھے اور ان کو جو کچھ کہا گیا تھا اب وہ ان کو برداشت نہیں کرسکتے تھے۔۔وہ ان کو کھلم کھلا بتاچکے تھے کہ ان کا منصوبہ ناکام ہوگا اور انہیں دیانتداری سے بتاچکے تھے اور ان کا اندازہ درست تھا کہ اس سے تباہی کا دہانہ کھل جائے گا کیونکہ لوگ سیاست میں ابھی نوآموز ہوں گے اور ان کے خلاف بھی ردِ عمل سامنے آئے گا۔لیکن جس عدالت کے سامنے وہ گئے، خواہ وہ خلافت کانفرنس کی عدالت ہو، سوراج سبھا ہو، کانگرس ہو یا مسلم لیگ ہو ان کے دلائل کو رد کردیا گیا کہ یہ دلائل تو قدیم وضع کے ہیں، بزدلانہ اور غلط ہیں۔'

(Jinnah of Pakistan ,by Stanley Wolpert,Oxford University press Karachi 2006,P72)

قائدِاعظم سے ہونے والے سلوک کی تفصیل ہم ذرا ٹھہر کر بیان کریں گے۔

مارچ میں تحریکِ خلافت کا وفد انگلستان اور یورپ کے دورے پر گیا اور اس نے انگلستان میں وزیرِ اعظم انگلستان لائیڈ جارج سے بھی ملاقات کی۔اس ملاقات میں مولانا محمد علی کی قیادت میں وفد نے اپنا موقف وزیرِاعظم انگلستان کو پیش کیا۔مولانا محمد علی جوہر نے اس مسئلہ کو ایک مذہبی مسئلہ کے طور پر پیش کیا اور یہ بھی کہا کہ خلیفہ کے لئے ضروری ہے کہ وہ ایک وسیع علاقے پر حکمران ہو۔اور پہلی جنگِ عظیم سے قبل بھی جو علاقہ خلیفہ کے زیراقتدار رہ گیا تھا وہ بھی کم ازکم تھا جو کہ ایک خلیفہ کے پاس ہونا چاہئے۔

ان کے نظریات کی بنیاد جو بھی تھی اس نے اسی وقت وزیرِ اعظم کو ایک اعتراض کرنے کا موقع دے دیا۔ وزیرِاعظم نے کہا کہ شام کے مسلمانوں نے امیر فیصل کو عرب کا بادشاہ بنانے کا اعلان کیا،کیا آپ اس کی مخالفت کرتے ہیں۔اگر پہلے ہی خلیفہ کے پاس صرف کم ازکم معیار کا علاقہ باقی بچا تھا تو پھر عربوں کے اعلانِ آزادی سے یہ علاقہ خود مسلمانوں کی وجہ سے ہی کم ازکم معیار سے نیچے چلا جائے گا اور خود مولانا محمد علی جوہر یہ کہہ چکے تھے کہ خلیفہ کے لئے ضروری ہے کہ وہ وسیع علاقے پر حکمران ہو۔اس پر مولانا محمد علی جوہر نے کہا کہ وہ ترکوں اور عربوں کے درمیان صلح کرانا چاہتے ہیں اور انہیں یقین ہے کہ امیر فیصل جب ایک مسلمان کی حیثیت سے اس معاملہ کو دیکھیں گے تو وہ اس بات کو منظور کرلیں گے کہ ترکی کی سلطنت کا حصہ رہتے ہوئے وہ مزید آزادی حاصل کریں۔اس پر وزیر اعظم نے کہا کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ عربوں کی آزادی کے مخالف ہیں۔اس پر انہوں نے کہا کہ ہاں اور پھر کہا کہ زیادہ اختیارات ترکی کی سلطنت کا حصہ رہتے ہوئے حاصل کئے جاسکتے ہیں۔اور یہ کہ مسلمانوں کا خیال ہے کہ مکہ مکرمہ،مدینہ منورہ اور یروشلم کے شہروں کے علاوہ نجف کربلا اور بغداد بھی ترکی کے خلیفہ کے ماتحت ہونے چاہئیں۔

اب یہاں مولانا محمد علی جوہر صاحب وہی غلطی کر رہے تھے جس کے بارے میں حضرت مصلح موعودؓ نے متنبہ فرمایا تھا۔یہ ایک حقیقت ہے کہ عرب ترکی کے ماتحت نہیں رہنا چاہتے تھے اور یہ خیال بھی غلط ثابت ہوا کہ کسی کے سمجھانے سے عرب رضاکارانہ طور پر ترکی کے ماتحت رہنا قبول کرلیں گے۔سچ یہی تھا کہ اس بات کو تسلیم کرلینا چاہئے تھا کہ یہ عرب علاقے اب ایک علیحدہ تشخص بناچکے ہیں۔ اور رہا امیر فیصل کو سمجھانے کا تعلق تو اس بات کو لائیڈ جارج سنجیدگی سے نہیں لے سکتے تھے کیونکہ امیر فیصل کافی عرصہ سے انگریز حکومت سے رابطے میں تھے اور ان کے تعاون کے ساتھ سلطنتِ عثمانیہ سے علیحدگی کا منصوبہ بنارہے تھے۔اس کے بعد مولانا محمد علی جوہر صاحب نے وزیرِاعظم سے کہا کہ ہمارا نہیں خیال کہ یہودی اتنی بڑی تعداد میں فلسطین میں ہجرت کریں گے کہ اس سے مسلمانوں کی اکثریت کو خطرہ ہو۔تاریخ شاہد ہے کہ یہ خیال بھی غلط ثابت ہوا۔

ہندوستان کی حکومت کو،انگلستان کے وزیرِ اعظم کو اور یورپ کے صاحبانِ اقتدار کو جس طرز پر تحریکِ خلافت کے قائدین اپنے مطالبات پیش کررہے تھے اس سے وہ ان مغربی طاقتوں کی مدد کررہے تھے جو اس بات کا تہیہ کئے بیٹھی تھیں کہ ترکی کے اپنے علاقے بھی عیسائی ممالک کو بخش دیئے جائیں۔یہ بات سمجھنے کے لئے ترکی کے اندر 1920ء کے پہلے نصف میں رونما ہونے والے واقعات پر سرسری نظر ڈالنی ضروری ہے۔جنوری 1920ء میں ترکی کے سلطان عبدالوحید نے یہ چال چلی کہ اپنے سے باغی پارلیمنٹ کو دعوت دی کہ وہ قسطنطنیہ میں اپنا اجلاس کریں۔مصطفیٰ کمال پاشا نے بھانپ لیا تھا کہ یہ ایک چال ہے۔انہوں نے اپنے رفقاء کو وہاں جانے سے منع کیا۔اس وقت قابض اتحادی افواج اپنی مجبوریوں کی وجہ سے ترکی کے کئی علاقوں میں اپنی موجودگی کم کررہی تھیں لیکن قسطنطنیہ میں ان کی بھاری تعداد موجود تھی۔لیکن ممبرانِ پارلیمنٹ نے مصطفیٰ کمال پاشا کی بات نہ مانی اور قسطنطنیہ چلے گئے اور سلطان کو اپنی وفاداری کا پیغام بھی بھجوایا لیکن مصطفیٰ کمال پاشا انگورہ میں ہی ٹھہرے رہے۔جب پارلیمنٹ کا مرکز قسطنطنیہ میں منتقل ہوگیا تو انگریز حکام نے پارلیمنٹ کے کام میں روزمرہ کی مداخلت کرنی شروع کی۔لیکن ممبران پارلیمنٹ یہ دباؤ تسلیم کرنے پر تیار نہیں تھے۔چنانچہ ترکی پر انگریز حکام اور دوسرے قابضین کی گرفت کمزور پڑنی شروع ہوئی۔ سلطان عبدالوحید انگریز حکام سے ملے ہوئے تھے کیونکہ وہ یہ سمجھتے تھے کہ اگر ان سے تعاون نہ کیا تو ان کی رہی سہی حکومت بھی ختم ہوجائے گی اور وہ مصطفیٰ کمال پاشا کے ان خیالات سے واقف بھی تھے کہ وہ ترکی کی خلافت کے مخالف ہیں۔مگر مصطفیٰ کمال پاشا اس بات کے لئے جدوجہد کررہے تھے کہ انگریز اور یونانی اور دوسری مغربی قابض طاقتیں ترکی کے ملک کے مختلف علاقوں پر قبضہ نہ کرپائیں اور اس مقصد کے لئے وہ اور ان کے ساتھی مسلح جدوجہد کر رہے تھے۔بہرحال سلطان عبدالوحید نے انگریز افواج کی مدد سے پارلیمنٹ کو برخواست کردیا اور بہت سے ممبران پارلیمنٹ گرفتار کرلئے گئے اور بہت سے فرار ہوکر دوبارہ مصطفیٰ کمال پاشا کے پاس جانے پر مجبور ہوگئے۔سلطان عبدالوحید نے اس بات کا تہیہ کیا ہوا تھا کہ وہ مصطفیٰ کمال پاشا اور ان کے ساتھیوں کو ختم کردیں جو ملک کے مختلف علاقوں میں قابض افواج سے لڑکر ان سے ترکی کے علاقے آزاد کروانے کی جدوجہد میں مشغول تھے۔چنانچہ انہوں نے ترکی کے عوام سے مذہب کے نام پر اپیل کی کہ مَیں

باقی صفحہ نمبر 12 پر ملاحظہ فرمائیں

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔ خط وکتابت کیلئے ہمارا پتہ حسب ذیل ہے:

AL-FAZL DIGEST, 22 DEER PARK ROAD,
LONDON SW19 3TLU.K.

بذریعہ e-mail رابطہ قائم کرنے کے لئے پتہ یہ ہے:-

mahmud@tiscali.co.uk
mahmud.a.malik@gmail.com

''الفضل ڈائجسٹ'' کی ویب سائٹ کا پتہ یہ ہے:-

http://www.alislam.org/alfazal/d/

....

نوبیل انعام

ماہنامہ ''خالد'' ربوہ اپریل 2008ء اور روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 4 رجنوری 2008ء میں نوبیل انعام کے بارہ میں مختصر معلوماتی مضامین شامل اشاعت ہیں۔

نوبیل انعام دراصل ایک دلچسپ اور ثمرآور غلطی کا ردّعمل ہے جو قریباً 117 سال پہلے ہوئی جب فرانس کے ایک اخبار نے ایک شخص کی موت کی خبر اپنے اخبار میں یوں شائع کی ''موت کے فرشتے کا انتقال''۔ دراصل یہ آدمی زندہ تھا یعنی آتش گیر مادے (بارود) کا موجد الفریڈ برن ہارڈ نوبیل۔ اور جو فوت ہوا تھا وہ نوبیل کا ہم شکل بھائی تھا۔ خبر پڑھ کر الفریڈ نوبیل کو بہت صدمہ پہنچا کہ اُس کے مرنے کے بعد دنیا اُسے کس نام سے یاد کرے گی حالانکہ اُس کا خیال یہ تھا کہ بارود کو دریاؤں کا رخ بدلنے اور کان کنی وغیرہ کے لئے استعمال کیا جائے گا۔ تاہم وہ اپنی بدنامی نہیں دیکھ سکتا تھا۔ چنانچہ اس نے اپنی دولت کا 94 فیصد حصہ انسانیت کے کام آنے والے پانچ شعبوں طبیعات، کیمیا، طب، ادب اور امن کے لئے وقف کردیا اور اس طرح نوبیل پرائز کا آغاز ہوا۔ الفریڈ سویڈن کے شہر اسٹاک ہوم کا رہنے والا تھا۔

نوبیل پرائز کو متنازع ہونے سے بچانے کے لئے ایک سو سے اڑہائی سو نام پیش ہوتے ہیں۔ ان ناموں کو سختی سے صیغہ راز میں رکھا جاتا ہے اور صرف کامیاب ہونے والوں کا اعلان کیا جاتا ہے۔ ہرسال 13 راکتوبر تک نوبیل انعام کا اعلان کردیا جاتا ہے۔

☆ جن لوگوں نے انعامی رقم کی وصولی سے انکار کردیا اُن میں جرمن رچرڈ کوہان نے 1938ء کا کیمیا میں، جرمن گیرڈ ڈامک نے 1939ء کا طب میں اور جرمن ایڈولف فریڈرک جان نے 1939ء کا کیمیا کا انعام جرمنی کے اعلیٰ حکام کی ہدایت پر وصول کرنے سے انکار کردیا۔ نیز سابقہ سوویت یونین کے بورس پیسٹرنک نے 1958ء کا امن کا نوبیل انعام قبول کرنے کے بعد سوویت اعلیٰ حکام کی ہدایت کے مطابق مسترد کردیا، تاہم ان سب حضرات نے نوبیل فاؤنڈیشن کے تمغے اور نوبیل ڈپلوما وصول کئے۔

☆ فرانس کے عظیم ناول نگار، نقاد، ڈرامہ نگار اور دانشور ژاں پال سارتر نے ذاتی وجوہات کی بنا پر 1964ء میں ادب کے شعبے میں ملنے والا نوبیل انعام وصول کرنے سے یہ کہہ کر انکار کردیا کہ وہ کوئی بھی ایسا اعزاز وصول نہیں کرتے جس میں سرکاری عمل دخل ہو۔ تاہم گیارہ برس بعد 1975ء میں انہوں نے نوبیل کمیٹی کو خط تحریر کیا کہ نوبیل پرائز کے بارے میں ان کی رائے تبدیل ہوگئی ہے، لہٰذا انہیں کم ازکم ان کے نوبیل پرائز کی انعامی رقم دی جائے مگر نوبیل کمیٹی نے انکار کردیا۔

☆ ویت نام کے سیاسی رہنما لی ڈک تھو نے بھی 1973ء میں امریکہ کے سابق وزیرخارجہ ہنری کسنجر کے ساتھ ملنے والا امن کا نوبیل انعام قبول کرنے سے یہ کہہ کر انکار کردیا کہ چونکہ اُن کے ملک میں امن قائم نہیں ہے لہٰذا وہ امن کا نوبیل انعام لینے کے حقدار نہیں ہیں۔ نیز وہ سیاسی وجوہات کی بنا پر بھی امریکہ کے وزیرخارجہ ہنری کسنجر کے ساتھ نوبیل انعام لینا مناسب نہیں سمجھتے۔ (ہنری کسنجر نے انعام تو قبول کیا تھا مگر انعامی تقریب میں شرکت نہیں کی تھی)۔

☆ بنگالی زبان کے عظیم گیت نگار، ناول نگار، نثر نگار، آرٹسٹ اور تقریباً 2000 گیتوں کے خالق بھارت کے رابندرناتھ ٹیگور پہلے ایشیائی ہیں جنہیں نوبیل انعام ملا۔ اُنہیں 1913ء میں ادب کا نوبیل انعام دیا گیا۔ 2004ء میں ان کا نوبیل تمغہ عجائب گھر سے چوری ہوگیا تو نوبیل کمیٹی نے حکومت بھارت کو متبادل نوبیل تمغہ جاری کیا۔

☆ سب سے کم عمر نوبل انعام یافتہ برطانیہ کے لارنس برگ ہیں جنہوں نے 1915ء میں طبیعات میں اپنے والد کے ساتھ محض 25 سال کی عمر میں نوبیل پرائز حاصل کیا تھا۔ سب سے طویل عمر میں نوبیل پرائز حاصل کرنے کا اعزاز ایران میں پیدا ہونے والی برطانیہ کی ادیبہ ڈورس لیسنگ کو حاصل ہے جنہوں نے ادب میں 2007ء میں 87 برس کی عمر میں اسے حاصل کیا۔

☆ نوبیل پرائز کے انعام یافتگان کا اعلان ہرسال اکتوبر کی 13 تاریخ کو بذریعہ پریس ریلیز کیا جاتا ہے۔ نوبیل پرائز کو متنازع بنانے یا عوامی انداز کا مقابلہ بنانے سے بچانے کے لئے کسی بھی کیٹیگری کی نامزدگیوں کو جو بالعموم 100 سے 250 افراد تک ہوتی ہیں، 50 سال تک صیغہ راز میں رکھا جاتا ہے اور صرف کامیاب افراد ہی کا اعلان کیا جاتا ہے۔

☆ نوبیل پرائز بعد از مرگ نہیں دیا جاتا تاہم اگر نامزد شخص اکتوبر تک زندہ رہے اور اسے انعام کے لئے بھی منتخب کرلیا جائے مگر اس کا انتقال تقریب انعامات یعنی 10 دسمبر سے پہلے ہوجائے تو اسے انعام دیدیا جاتا ہے۔

☆ 1975ء میں معیشت کے نوبیل پرائز کے تمغے جو امریکہ کے ٹجلنگ کوپمانس اور سوویت یونین کے لیوند ویتالیا اوچ نے مشترکہ طور پر حاصل کئے تھے غلطی سے ایک دوسرے سے تبدیل ہوگئے تھے۔ چونکہ یہ زمانہ سرد جنگ کا تھا لہٰذا تقریباً چار سال بعد سفارتی سطح پر گفت و شنید کے بعد درست تمغے ماہرین کو تبدیل کئے گئے۔

.......❁.......❁.......❁.......

مکرمہ سعیدہ بیگم صاحبہ
اہلیہ حضرت مولانا ابوالعطاء صاحب

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 28 رجنوری 2008ء میں مکرمہ امۃ الباسط ایاز صاحب نے ایک مضمون میں اپنی والدہ محترمہ سعیدہ بیگم صاحبہ اہلیہ حضرت مولانا ابوالعطاء صاحب جالندھری کا ذکرخیر کیا ہے۔

مکرمہ سعیدہ بیگم صاحبہ 4 راپریل 1912ء کو سرگودھا میں پیدا ہوئیں اور 18 سال کی عمر میں آپ کی شادی ہوئی۔ شادی کے چھ ماہ بعد حضرت مولوی صاحب بلاد عربیہ بغرض تبلیغ بھجوائے گئے جہاں سے پانچ سال کے بعد واپسی ہوئی۔ مضمون نگار بیان کرتی ہیں کہ میری دادی کی وفات ہوئی تو گھر کی تمام ذمہ داری میری والدہ پر آن پڑی۔ دو چچا اور دو پھوپھیاں بھی ساتھ تھے۔ اُن کی شادیاں بھی میری والدہ نے ہی کیں۔ قیام پاکستان کے بعد میری ایک بہن بہت بیمار ہوگئی اور آخر انتقال کرگئی۔ اُس وقت ہم احمد نگر میں تھے جہاں ابا جان جامعہ احمدیہ کے پرنسپل تھے۔ امّی نے اڑہائی سالہ بچی کی وفات کے بعد گھر کے صحن میں خود ہی اس کو غسل دے کر اپنے ہاتھوں میں اٹھا کر کہا کہ ''لیں اللہ میاں کی امانت اس کے سپرد کر آئیں''۔ نہ آنکھوں میں آنسو نہ آواز نہ چیخ و پکار بلکہ صبر و رضا کی اس دیوی نے مجھے بھی گلے لگا لیا کہ تم مت رو، اللہ تمہیں اَور بہن دے گا اور اُدھر ابا جان اس کو لے کر گھر سے باہر چلے گئے۔

امی جان بہت قانع، شکرگزار، کفایت شعار اور سلیقہ شعار تھیں۔ صاف دل صاف گو اور کوئی لالچ نہ تھا۔ بچوں کا ہر طرح سے خیال رکھنے کے ساتھ ابا جان کی بہت خدمت کی۔ ابا جان کو گرمیوں میں اکثر Heat Stroke ہو جایا کرتا تھا جبکہ وہ ظہر اور عصر کی نماز پڑھنے مسجد ضرور جایا کرتے تھے خواہ شدید گرمی کیوں نہ ہو۔ کسی نے علاج بتایا کہ گاجروں کے ستو باہر سے گھر آنے پر برف ڈال کر شہد ملا کر پلایا کریں تو امی جان گاجروں کو بڑی مقدار میں خرید کر ہم بچوں کو ان گاجروں کو کدوکش کرنے کے لئے بڑی بڑی پراتوں میں ڈال کر دیتیں۔ پھر اُن کو تیز دھوپ میں رکھ کر مکھیوں سے بچانے کے لئے ململ کے باریک اور صاف کپڑوں سے ڈھانک دیتیں۔ رات کو اندر لے جاتیں اور صبح کو پھر باہر رکھ کر مسلسل کئی کئی دن کی تیز دھوپ میں سوکھنے کے بعد اس کو مسل کر باریک پوڈر کو بوتلوں میں بند کر کے رکھ لیتیں۔ یہ نسخہ بہت مفید پایا۔

سادہ طبیعت تھی۔ گھر کے سارے کام (برتن مانجھنے سے لحاف نگندنے تک) اپنے ہاتھ سے کرتیں۔ کپڑے، بٹوے، ٹوکریاں بنانا بھی ہمیں سکھاتیں۔ مزاج میں ذرا بھی سختی نہ تھی مگر ایسا نہیں کہ ہم بگڑ جائیں۔ بلکہ اپنے عمل سے کئی سبق دیا کرتیں۔ ابا جان جب سفر پر جاتے تو کچھ رقم گھر کے خرچ کے لئے دے جاتے اور کہہ کر جاتے کہ اللہ برکت ڈالے گا کمی نہ ہوگی۔ کبھی ہم میں سے کوئی بہن بھائی بیمار اور بخار میں بے ہوش بھی پڑا ہوتا مگر اللہ کے حوالے کر کے چلے جاتے۔ بس اللہ پر توکل کرنے والوں پر اللہ کا فضل اور پھر دعائیں ساتھ ہوتی تھیں۔ امی جان کی بیشمار خوبیوں کے علاوہ تقویٰ میں جو امتیاز تھا وہ ان کا پردہ تھا۔ جرابیں اور بند بُوٹ پہن کر گھر سے نکلتیں کہ پاؤں کا بھی پردہ ہوتا ہے۔ ایک اجتماع پر حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے میری بیٹی سے کہا کہ سارے ہال میں دیکھو اور بتاؤ کہ سب سے اچھا پردہ کس کا ہے؟ اُس نے کہا کہ حضور مجھے تو پتہ نہیں۔ آپؒ نے فرمایا: تمہاری بڑی امی جان کا۔

سارے بچوں کے رشتے طے کرنا اور فیصلے کرنا ہمارے ابا جان کا ہی کام تھا، نہ کسی کے ہاں لڑکی دیکھنے گئیں نہ لڑکا بس گھر پر ہی ابا جان کے استخارہ پر ہی تسلی پالیتی تھیں اور کبھی جہیز کا مطالبہ نہ کیا بلکہ اس کا ذکر بھی ہمارے گھر میں پسندیدہ نہ سمجھا جاتا تھا۔

امّی جان کی شادی کے وقت اُن کے پاس کافی زیور تھا۔ آپ نے بتایا کہ آپ نے ایک ایک کرکے اپنے تمام زیور ابا جان کو ان کی بہنوں، بھائیوں اور بچوں کی شادی کے مواقع پر بڑی خوشی سے دیئے ہیں تا کہ ان کو قرض بھی نہ لینا پڑے اور فرض بھی ادا ہوجائے۔

آپ نے خود بھی کئی بچوں کو قرآن مجید پڑھایا آداب و اطوار سکھانے کا خاص ملکہ تھا۔ احمد نگر میں کوئی سکول یا مدرسہ نہ تھا۔ آپ اپنے بچوں سمیت گاؤں کے بچوں کو بھی قرآن مجید، نماز اور احادیث وغیرہ سکھانے کے لئے اپنے گھر پر ہی کلاس لگاتیں۔ پھر ابا جان سے کہہ کر ایک کھلے میدان کو صاف کروا کر، چاردیواری بنوائی جس میں لڑکیوں کے لئے سکول شروع کیا۔ پھر یہ سکول حکومت سے منظور ہوا اور اب ایک ہائی سکول بن چکا ہے۔

خلافت سے گہری دلی وابستگی تھی۔ چندہ بہت فراخ دلی سے ہر مد میں دیتیں۔ جب پاکستان میں زلزلہ آیا تو ہمیں اُس سال عیدی نہ دی اور بتایا کہ آپ نے ساری رقم متأثرین زلزلہ کو بھجوادی ہے۔ وصیت بھی 1/8 حصہ کی تھی۔ مانگنے والوں کو کبھی خالی ہاتھ نہ جانے دیتیں مگر صحت مند ماؤں کے ساتھ جب چھوٹے بچوں کو ہاتھ پھیلا کر مانگتے دیکھتیں تو خیرات بھی دیتیں اور کہتیں کہ تم محنت کرو اور خود کماؤ بچوں کو یہ مانگنے کی عادت نہ ڈالو، آؤ میں تمہیں کام دیتی ہوں۔ پھر اُن سے صحن کی صفائی وغیرہ کروا کر اُن کو کچھ رقم دے دیتیں۔

آخری علالت کا عرصہ بڑے صبر اور شکر اور ذکر الٰہی کرتے ہوئے گزارا۔ بار بار پوچھا کرتی تھیں کہ نماز کا وقت ہوگیا ہے۔ ایک روز مجھے کہنے لگیں کہ تمہارے ابا جان آئے ہیں۔ پھر مَیں نے نماز کا پوچھا تو کہا کہ ''حضور آکر نماز پڑھائیں گے''۔ حضورانور اُس وقت سفر پر تھے اور دو ہفتے بعد آنا تھا۔ چنانچہ جب حضورانور سفر سے واپس آئے تو اگلے روز ان کی وفات ہوئی اور حضور نے نماز جنازہ پڑھائی اور جمعہ کے خطبہ میں ان کا ذکرخیر کیا۔

.......❁.......❁.......❁.......

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 29 راپریل 2008ء میں مکرم فاروق محمود صاحب کا کلام شامل اشاعت ہے۔ اِس کلام میں سے انتخاب ہدیۂ قارئین ہے:

وہی ہے قادر یہ پھر بتایا ، کہ جس نے تھاما نظام تجھ کو
وہ کھینچ لایا ہے خلوتوں سے بنایا جس نے امام تجھ کو
چمن میں ہے اب بہار تجھ سے ، کلی کلی کا خمار تجھ سے
فغاں کے موسم چلے گئے ہیں نسیم نصرت سلام تجھ کو
یہاں تو دن کو بھی تیرے چرچے یہاں تو شب کو بھی تیری باتیں
لکھوں میں خورشید رُخ کو تیرے کہوں میں ماہِ تمام تجھ کو
مسیح موعود کا مبارک لہو ہے تیری رگوں کی زینت
میں یار کے رنگ ہی میں پاتا ہوں سر سے پا تک تمام تجھ کو

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide

5th February 2010 – 11th February 2010

Please Note that programme and timings may change without prior notice. All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 8875 4272 or fax +44 20 8874 8344

Friday 5th February 2010

00:00	MTA World News
00:20	Khabarnama: daily international Urdu news.
00:35	Tilawat
00:50	Yassarnal Qur'an
01:15	Science and Medicine Review
01:50	Liqa Ma'al Arab: a sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 10th July 1996.
02:55	MTA World News & Khabarnama
03:30	Historic Facts
04:05	Tarjamatul Qur'an Class: an in-depth explanation of Qur'anic verses.
05:10	Jalsa Salana Qadian Address: an address delivered on 27th December 2005 by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad from the ladies Jalsa Gah.
06:05	Tilawat, Dars-e-Hadith, Insight & Science and Medicine News Review
07:05	Gulshan-e-Waqf-e-Nau Atfal with Huzoor, recorded on 18th February 2007.
08:10	Le Francais C'est Facile: lesson no. 81.
08:30	Siraiki Service
09:25	Reply to Allegations: an Urdu programme with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra), replying to various allegations made against the Jama'at. Rec. on 22th June 1994.
10:25	Indonesian Service
11:25	Seerat Sahaba Rasool (saw)
12:05	Tilawat, Insight & Science and Medicine Review
13:00	Live Friday sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V.
14:10	Dars-e-Hadith
14:20	Bengali Reply to Allegations
15:15	Seerat Sahaba Rasool (saw) [R]
16:00	Khabarnama: daily international Urdu news.
16:10	Friday Sermon [R]
17:20	Jalsa Salana Ghana 2004: an address delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad.
18:05	MTA World News
18:30	Live Arabic Service
20:30	Insight & Science and Medicine Review
21:10	Friday Sermon [R]
22:20	MTA Variety: space shuttle.
23:00	Reply to Allegations [R]

Saturday 6th February 2010

00:05	MTA World News & Khabarnama
00:35	Tilawat, Dars-e-Hadith & International Jama'at News
01:35	Liqa Ma'al Arab: rec. on 11th July 1996.
02:50	MTA World News & Khabarnama
03:15	Friday Sermon: rec. on 5th February 2010.
04:25	Rah-e-Huda: an interactive talk show answering questions about the Ahmadiyya Muslim Community. Rec. on 30th January 2010.
06:00	Tilawat, Dars-e-Hadith & International Jama'at News
07:00	Jalsa Salana Burkina Faso 2004: concluding address delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, rec. on 27th March 2004.
08:10	Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra) and Urdu speaking guests. Recorded on 16th February 1997. Part 1.
09:00	Friday Sermon [R]
10:00	Indonesian Service
11:00	French Service
12:05	Tilawat
12:20	Yassarnal Qur'an
12:50	Live Intikhab-e-Sukhan: poem request programme.
13:45	Bengali Service
14:50	Bustan-e-Waqf-e-Nau with Huzoor, recorded on 6th February 2010.
16:00	Khabarnama
16:10	Rah-e-Huda: rec. on 30th January 2010.
17:40	Yassarnal Qur'an [R]
18:05	MTA World News
18:30	Live Arabic Service
20:30	International Jama'at News
21:05	Bustan-e-Waqf-e-Nau [R]
22:15	Rah-e-Huda [R]
23:45	Friday Sermon [R]

Sunday 7th February 2010

00:50	MTA World News & Khabarnama
01:15	Yassarnal Qur'an
01:35	Tilawat
01:50	Liqa Ma'al Arab: rec. on 16th July 1996.
03:00	MTA World News & Khabarnama
03:30	Friday Sermon: rec. on 5th January 2010.
04:30	Faith Matters
05:30	Ken Harris' Oil Painting
06:00	Tilawat & Dars-e-Hadith
06:30	Gulshan-e-Waqf-e-Nau Lajna class with Huzoor recorded on 25th February 2007.
07:35	Faith Matters [R]
08:40	The Casa Loma
09:10	Jalsa Salana Germany 2009: address delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V, from the ladies Jalsa Gah, rec. on 15th August 2009.
10:05	Indonesian Service
11:05	Spanish Service: Spanish translation of an address delivered on 12th October 2007.
12:05	Tilawat & Dars-e-Hadith
12:35	Yassarnal Qur'an
13:00	Bengali Reply to Allegations
13:50	Friday Sermon [R]
15:00	Children's class with Huzoor.
16:05	Khabarnama: daily international Urdu news.
16:20	Faith Matters [R]
17:25	Yassarnal Qur'an [R]
18:00	MTA World News
18:30	Live Arabic Service
20:35	The Casa Loma [R]
21:05	Children's class with Huzoor. [R]
22:10	Friday Sermon [R]
23:10	Success Stories

Monday 8th February 2010

00:00	MTA World News & Khabarnama
00:25	Tilawat
00:40	Yassarnal Qur'an
01:00	International Jama'at News
01:40	Liqa Ma'al Arab: rec. on 17th July 1996.
02:50	MTA World News & Khabarnama
03:20	Friday Sermon: rec. on 5th February 2010.
04:20	Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra) and English speaking guests. Recorded on 19th March 1994. Part 1.
05:10	Success Stories
06:05	Tilawat, Dars-e-Hadith & International Jama'at News
07:00	Bustan-e-Waqf-e-Nau with Huzoor, recorded on 6th February 2010.
08:10	Le Francais C'est Facile: lesson no. 70
08:30	Khilafat Jubilee Quiz
09:00	Rencontre Avec Les Francophones: French mulaqat with Hadhrat Khalifatul Masih IV, recorded on 21st March 1999.
10:00	Indonesian Service: Indonesian translation of the Friday sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V on 4th December 2009.
10:55	Jalsa Salana Speech: speech delivered by Tanveer Ahmad Khadim on the topic of respecting other religions, on the occasion of Jalsa Salana Qadian.
12:00	Tilawat & International Jama'at News
12:50	Children's Class with Huzoor recorded on 7th June 2003.
13:55	Friday Sermon: rec. on 2nd January 2009.
14:50	Bustan-e-Waqfe Nau class with Huzoor, recorded on 6th February 2010.
16:00	Khabarnama
16:10	Live Rahe-Huda
18:00	MTA World News
18:15	Dars-e-Hadith
18:30	Arabic Service
19:35	Liqa Ma'al Arab: rec. on 18th July 1996.
20:40	International Jama'at News
21:15	Bustan-e-Waqf-e-Nau [R]
22:15	Rah-e-Huda [R]

Tuesday 9th February 2010

00:00	MTA World News & Khabarnama
00:30	Tilawat, Dars-e-Hadith, Insight & Science and Medicine Review
01:30	Liqa Ma'al Arab
02:35	An Introduction to Ahmadiyyat
03:30	MTA World News & Khabarnama
04:00	Rencontre Avec Les Francophones
04:55	Jalsa Salana UK Address: an address delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, on 31st July 2004.
06:00	Tilawat, Dars-e-Malfoozat, Insight & Science and Medicine Review
07:05	Bustan-e-Waqfe Nau class with Huzoor recorded on 10th February 2007.
08:15	Question and Answer Session: rec. on 19th March 1994. Part 2.
09:30	MTA Variety: a programme about AIDs and HIVs.
10:00	Indonesian Service
11:00	Sindhi Service: Sindhi translation of the Friday sermon delivered on 1st May 2009.
12:10	Tilawat, Insight & Science and Medicine Review
12:55	Yassarnal Qur'an
13:15	Bangla Shomprochar
14:20	Majlis Khuddam-ul-Ahmadiyya UK Ijtema: concluding address delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V on 17th September 2006.
15:00	Bustan-e-Waqfe Nau class [R]
16:00	Khabarnama: daily international Urdu news.
16:10	Question and Answer Session [R]
17:15	Yassarnal Qur'an [R]
17:35	Historic Facts
18:05	MTA World News
18:30	Arabic Service
19:35	Arabic Service: Arabic translation of the Friday sermon delivered on 5th February 2010.
20:35	Insight & Science and Medicine Review
21:10	Bustan-e-Waqfe Nau class [R]
22:05	Majlis Khuddam-ul-Ahmadiyya UK Ijtema [R]
22:45	Intikhab-e-Sukhan: rec. on 24th October 2009.

Wednesday 10th February 2010

00:00	MTA World News & Khabarnama
00:20	Tilawat & Yassarnal Qur'an
00:55	Liqa Ma'al Arab: rec. on 30th July 1996.
02:55	Learning Arabic: lesson no. 16.
03:00	Khabarnama & MTA World News
03:30	Question and Answer Session
04:40	Tour Of UK Mosques
05:15	Majlis Khuddam-ul-Ahmadiyya UK Ijtema: concluding address delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V on 17th September 2006.
06:05	Tilawat & Seerat-un-Nabi
06:30	Ken Harris Oil Painting
06:55	Jamia Ahmadiyya UK class with Huzoor recorded on 17th March 2007.
07:35	Tarbiyyati Class Waqfe Nau.
09:05	Question and Answer Session: rec. on 26th November 1994, Part 1.
09:55	Indonesian Service
10:55	Swahili Service
12:00	Tilawat & Seerat-un-Nabi
12:10	From the Archives: Friday sermon delivered on 21st March 1986 by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra).
13:05	Bangla Shomprochar
14:10	Jalsa Salana Germany Address: concluding address delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad on 22nd August 2004.
15:20	Jamia Ahmadiyya UK class [R]
16:15	Tarbiyyati Class Waqfe Nau
17:30	Question and Answer Session [R]
18:20	MTA World News
18:35	Arabic Service
19:40	Liqa Ma'al Arab: rec. on 21st May 1996.
20:40	Tarbiyyati Class Waqfe Nau [R]
21:50	Jamia Ahmadiyya UK Class [R]
22:45	Jalsa Salana Germany Address [R]
23:55	From the Archives: Friday sermon delivered on 21st March 1986 by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra).

Thursday 11th February 2010

00:55	MTA World News
01:15	Tilawat & Seerat-un-Nabi
01:40	Liqa Ma'al Arab: rec. on 21st July 1996.
02:55	MTA World News
03:10	From the Archives [R]
04:20	Ken Harris Oil Painting
04:45	Jalsa Salana Germany Address: concluding address delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad on 22nd August 2004.
06:00	Tilawat & Dars-e-Malfoozat
06:35	Children's class with Huzoor
07:25	Khilafat-e-Ahmadiyya
08:05	Faith Matters
09:10	English Mulaqat: question and answer session with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 7th January 1996.
10:10	Indonesian Service
11:20	Pushto Service
12:05	Tilawat & Dars-e-Malfoozat
12:35	Yassarnal Qur'an
13:00	Jalsa Salana Address: an address delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad.
13:50	Bengali Service: Bengali translation of the Friday sermon delivered on 5th February 2010.
14:55	Tarjamatul Qur'an Class: recorded on 10th February 1999.
16:00	Khabarnama
16:10	Khilafat-e-Ahmadiyya [R]
16:30	Yassarnal Qur'an [R]
17:00	English Mulaqat [R]
18:05	MTA World News
18:30	Live Arabic Service
20:30	Faith Matters [R]
21:35	Tarjamatul Quran Class [R]
23:00	Jalsa Salana Qadian Address [R]

Please note MTA2 will be showing French service & German service at 16:00 & 17:00 (GMT).

Al Fazl International Weekly, London

TAHIR HOUSE - 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)

ISSN: 1352 9587

Tel: (020) 8544 7603

Fax: (020) 8544 7611

Email:alfazlint@alislam.org

Vol 17 Friday 29 January , 2010 Issue No. 05

امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دورۂ یورپ دسمبر 2009ء کی مختصر جھلکیاں

احمدی اپنی ذمہ داری کو سمجھیں اور مساجد اور اس کے میناروں سے اسلام کے نور کو جو الٰہی نور ہے یورپ اور مغرب کے ہر ملک کے باشندوں تک پہنچانے کے لئے کمربستہ ہو جائیں۔

(مسجد نور فرینکفرٹ میں خطبہ جمعہ)

مسجد نور (فرینکفرٹ) کی تعمیر کی مختصر تاریخ۔ نیشنل مجلس عاملہ لجنہ اماء اللہ جرمنی کی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ میٹنگ۔ مختلف شعبہ جات کی کارکردگی کا جائزہ اور کارکردگی کو بہتر بنانے کے لئے نہایت اہم ہدایات جو تمام ممالک کی لجنات کے لئے مشعل راہ ہیں۔

(جرمنی میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی مصروفیات کی مختصر رپورٹ)

(عبدالماجد طاہر۔ ایڈیشنل وکیل التبشیر)

18/ دسمبر 2009ء بروز جمعۃ المبارک:

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے سات بج کر بیس منٹ پر ''مسجد بیت السبوح'' میں تشریف لاکر نماز فجر پڑھائی۔ نماز کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

آج جمعۃ المبارک کا دن تھا۔ امسال جرمنی میں تعمیر ہونے والی دوسری مسجد ''مسجد نور فرینکفرٹ'' کی تعمیر پر 50 سال مکمل ہو رہے تھے۔ پروگرام کے مطابق حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آج ''مسجد نور'' سے خطبہ جمعہ ارشاد فرمانا تھا۔

مسجد نور کی مختصر تاریخ

جرمنی میں جماعت احمدیہ کی پہلی مسجد ''مسجد فضل ہمبرگ'' 1955ء میں تعمیر ہوئی۔ سیدنا حضرت مصلح موعودؓ نے مسجد ہمبرگ کے افتتاحی پیغام میں اس بات کا ذکر فرمایا تھا کہ:

''میرا ارادہ ہے کہ اللہ تعالیٰ مدد کرے تو یکے بعد دیگرے جرمنی کے بعض اور شہروں میں بھی مساجد کا افتتاح کیا جائے''۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے فرنکفرٹ میں دوسری مسجد کی تعمیر کا ارشاد فرمایا۔ چنانچہ جون 1958ء میں فرنکفرٹ شہر کے جنوب میں 1531 مربع میٹر پر مشتمل ایک قطعہ زمین خریدا گیا۔ مئی 1959ء میں چوہدری عبداللطیف صاحب مبلغ جرمنی نے مسجد کا سنگ بنیاد رکھا۔ مسجد کا نقشہ جرمنی کے نو احمدی مسلم ظفر اللہ کناک صاحب نے بنایا۔

مسجد کی تعمیر پر اس کا افتتاح 12/ ستمبر 1959ء کو حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ افتتاحی تقریب میں یورپ کے ممالک میں کام کرنے والے مبلغین اور فرینکفرٹ کے میئر کے نمائندہ اور اخباری نمائندوں سمیت کم وبیش دو ہزار افراد نے شرکت کی۔

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے اس مسجد کے افتتاح کے موقع پر حسب ذیل پیغام بذریعہ تار ارسال فرمایا۔

"Alhamdolillah, I pray Islam should spread in Germany quickly".

Khalifatulmasih.

الحمد للہ! میری دعا ہے کہ جرمنی میں اسلام جلد تر پھیلے۔

جب فرینکفرٹ میں مسجد نور کی تعمیر ہوئی اسوقت یہاں احمدی احباب کی تعداد صرف دو تھی۔ اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے فرینکفرٹ ریجن میں احباب جماعت کی تعداد ہزاروں میں ہے۔

جماعت جرمنی کے موجودہ سینٹر ''بیت السبوح'' سے ''مسجد نور'' کا فاصلہ 28 کلومیٹر ہے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ایک بج کر 40 منٹ پر اپنی رہائشگاہ سے باہر تشریف لائے اور ''مسجد نور'' کے لئے روانگی ہوئی۔ دو بج کر پانچ منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی 'مسجد نور' تشریف آوری ہوئی۔ MTA انٹرنیشنل کے ذریعہ Live نشریات کا انتظام کیا گیا تھا اور ''مسجد نور فرینکفرٹ'' سے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا پہلا خطبہ جمعہ دنیا بھر کے ممالک کی جماعتیں Live سن رہی تھیں۔

دو بج کر آٹھ منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔

خطبہ جمعہ

حضور انور نے تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد سورۃ الاعراف کی آیت نمبر 30 اور سورۃ التوبہ کی آیت 112 کی تلاوت فرمائی۔ اس کے بعد حضور انور نے فرمایا:

آج مَیں مسجد نور فرینکفرٹ سے یہ پہلا خطبہ دے رہا ہوں۔ جیسا کہ جرمنی میں رہنے والے احمدی جانتے ہیں، اس کی وجہ اس سال اس مسجد کی تعمیر پر پچاس سال پورے ہونا بنی ہے۔ پچاس سال پہلے یہ مسجد اس وقت کی جماعتی ضرورت اور وسائل کے مطابق تعمیر کی گئی تھی۔ گو آج یہ احمدیوں کی تعداد کے مطابق ضرورت پوری نہیں کرتی۔ ایک چھوٹی سی مسجد ہے۔ اس لئے یہاں کے علاقہ کے احمدیوں کے علاوہ بہت کم تعداد میں دوسروں کو اجازت دی گئی کہ آج جمعہ پر یہاں آئیں۔

حضور انور نے فرمایا: یہاں جرمنی کی یہ دوسری مسجد ہے جو جماعت احمدیہ نے تعمیر کی۔ پہلی مسجد ہمبرگ کی تھی جس کے پچاس سال میرا خیال ہے 2007ء میں پورے ہوئے تھے۔ بہرحال وہاں تو کسی تقریب میں مَیں شامل نہیں ہوا تھا لیکن فرینکفرٹ کی اس مسجد کے پچاس سال پورے ہونے کے حوالے سے جماعت جرمنی ایک فنکشن منعقد کرنا چاہتی تھی جس میں انہوں نے بعض شخصیات کو بلایا ہے یا بلانا چاہتے تھے۔ اس لئے امیر صاحب جرمنی نے مجھے کہا کہ میں بھی اس میں شامل ہونے کی کوشش کروں۔ اس لئے مَیں نے مسجد کے پچاس سال پورے ہونے کی اس تقریب میں شامل ہونے اور یہاں جمعہ پڑھنے کی حامی بھر لی تھی۔ جیسا کہ مَیں نے کہا کہ مَیں نے یہ سوچ کر بھی حامی بھری تھی کہ اس حوالہ سے اعلیٰ شخصیات کو جو دعوت دی گئی ہے تو اس تقریب میں کچھ کہنے کا موقع ملے گا اور اسلام کی تعلیم کے بارے میں ان لوگوں تک بھی گو کہ پہلے آواز پہنچی ہوگی اور جانتے بھی ہوں گے، بہت سارے احمدیوں کے واقف ہیں، لیکن پھر بھی مجھے خود بھی ان تک کچھ نہ کچھ پیغام اپنے رنگ میں پہنچانے کا موقع مل جائے گا۔

حضور انور نے فرمایا: ہماری نئی مساجد بھی تعمیر ہوتی ہیں اور دنیا میں جماعت احمدیہ کی کئی پرانی مساجد بھی پھیلی ہوئی ہیں جن کی تعمیر پر پچاس سال یا پچھتّر سال یا سو سال پورے ہو چکے ہیں۔ مساجد کی اہمیت ان کے پچاس سال یا سو سال پورے ہونے سے نہیں ہے۔ مساجد کی اہمیت اور ان کی خوبصورتی ان کو آباد کرنے کے لئے آنے والے لوگوں سے ہے جو اللہ تعالیٰ کا تقویٰ رکھتے ہیں اور تقویٰ رکھتے ہوئے مساجد میں آ کر پانچ وقت ان کی رونق کو دوبالا کرتے ہیں۔

حضور انور نے سوئس (Swiss) حکومت کی جانب سے سوئٹزرلینڈ میں آئندہ تعمیر ہونے والی مساجد کے میناروں کی تعمیر پر پابندی لگائے جانے کے حوالہ سے فرمایا کہ جماعت احمدیہ نے پبلک میٹنگز کر کے بھی اور سیاستدانوں سے رابطے کر کے بھی اس احمقانہ قانون کے خلاف پہلے بھی آواز اٹھائی اور اب بھی اٹھا رہی ہے اور یہ کام جماعت احمدیہ اسلام کے دفاع کے لئے ہر جگہ کر رہی ہے۔ اور جماعت احمدیہ کے احتجاج پر ہی ان سیاستدانوں کو بھی اس طرف توجہ پیدا ہوئی کہ اس قانون کے خلاف آواز بلند کریں۔ بعض سیاسی پارٹیوں نے ہم سے اس بات پر معذرت کی ہے کہ یہ ہمارا فعل نہیں ہے اور ہم اس قسم کی احمقانہ چیزوں کے بڑے سخت مخالف ہیں۔

حضور انور نے میناروں کی اہمیت اور مقصد بیان کرنے کے بعد فرمایا کہ احمدی اپنی ذمہ داری کو سمجھیں اور مساجد اور اس کے میناروں سے اسلام کے نور کو جو الٰہی نور ہے یورپ اور مغرب کے ہر ملک کے باشندوں تک پہنچانے کے لئے کمربستہ ہو جائیں۔ پس یہ اسلام کی روشنی پھیلانے کا کام اب صرف اور صرف جماعت احمدیہ کا ہی مقدر ہے اور اسی کے ذمہ لگایا گیا ہے۔

باقی صفحہ نمبر 10 پر ملاحظہ فرمائیں

کمپوزنگ اینڈ ڈیزائننگ: عبدالحفیظ کھوکھر۔ ترسیل: قاضی نجیب الدین احمد